اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان
ہفتہ وار
فی پرچہ ار
ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء) میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۰ | مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو دو روز سے انتڑیوں میں درد کی شکایت ہے۔ جس کے باعث آج (۱۲ مئی) طبیعت میں ضعف زیادہ ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں؛

جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ دہلی سے واپس تشریف لے آئے ہیں؛

۱۱ اور ۱۲ مئی کی درمیانی شب کو حکیم رحمت اللہ صاحب پٹیالوی جو کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے خسر تھے بیس پچیس روز کی علالت کے بعد فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم مخلص اور پرانے احمدی تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ساتھ سچا عشق رکھنے والے تھے۔ ۱۲ مئی حضرت خلیفۃ المسیح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نعش کو کندھا دیا۔ احباب دعا مغفرت کریں؛

۱۷ جون ۱۹۲۸ء کے جلسہ کی تیاری

اگر مسلمان یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کا ہادی اپنی بے نظیر خوبیوں اور بے مثال صفات کے باعث دنیا کے تمام ہادیوں سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے۔

اگر مسلمان اس بات کا ثبوت دینا چاہتے ہیں۔ کہ انہیں بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سچی محبت اور عقیدت ہے۔

اگر مسلمان اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا کی خاطر اس قدر قربانیاں کیں جتنی کسی اور مصلح نے نہیں کیں؛

اگر مسلمان یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل دنیا پر اس قدر احسانات کئے ہیں۔ کہ ان کے بار گراں سے دنیا کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی؛

تو انہیں چاہیئے۔ کہ ۱۷ جون کو ہر جگہ جلسہ کرنے کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دیں۔ ضروری انتظامات میں مصروف ہو جائیں۔ اور تیاری کو اس اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیں۔ کہ ۱۷ جون کو سارا ہندوستان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر سے گونج اٹھے؛

۱۷ جون سے چند دن قبل اخبار الفضل کا ایک خاص پرچہ خاتم النبیین کے نام سے شائع ہوگا جس میں رسول کریم صلعم کی سیرت پر بہترین اہل قلم و اہل علم اصحاب کے مضامین شائع ہوں گے۔ قیمت فی پرچہ ۳ ر ایک روپیہ کے چھ۔ جتنے پرچوں کی

اخبار احمدیہ

آریوں کو چیلنج کچھ عرصہ سے آریہ میرٹھ کے گرد و نواح میں بھولے بھالے مسلمانوں کو اشدھ کرنے کی ناکام کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس سے قبل ملکانوں میں وہ ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگا کر جس طرح منہ کی کھا کر پسپا ہوئے ہیں۔ انہیں چاہیئے تھا کہ اس سے سبق حاصل کرتے۔ تاہم اب جبکہ انہوں نے از سر نو تحریک شدھی کا جال پھیلانے کے لئے نیا میدان تلاش کیا ہے جماعت احمدیہ دہلی جو کہ ان کے اس میدان سے قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔ آریہ سماج کو چیلنج کرتی ہے۔ کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آکر مناظرہ کرے۔ تاکہ عوام الناس کو حق اور باطل میں شناخت کرنے کا موقعہ مل سکے۔

عبد الحمید سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ نئی دہلی

معذرت مجھے کراچی سے جلدی میں اور اچانک واپس آنا پڑا اس واسطے میں ان احباب کرام کو جو راستہ میں مختلف اسٹیشنوں پر ہیں۔ بذریعہ خط قبل از وقت اطلاع نہ کر سکا۔ اس کے واسطے معافی چاہتا ہوں۔ البتہ میں نے ان سب اصحاب کے واسطے دعائیں کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول کرے ۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ

تصحیح یکم مئی ۱۹۲۸ء کے اخبار "الفضل" میں صفحہ ۹ پر بعنوان "مالی سال کے متعلق اعلان" میرا ایک نوٹ ان الفاظ میں شائع ہوا ہے۔

"مالی سال بجائے ۳۰ راپریل ۱۹۲۸ء کو بند کرنے کے ہر سال ۱۵ رمئی کو بند کیا جایا کریگا"۔ اس نوٹ میں لفظ "ہر سال" حذف سمجھا جاوے۔ اعلان کا مفہوم صرف اس قدر ہے۔ کہ سال ۲۸-۱۹۲۷ء کی آخری تاریخ۔ ۳۰ راپریل ۱۹۲۸ء کی بجائے ۱۵ رمئی ۱۹۲۸ء کو بند کی جاویگی۔ ہر ایک جماعت ماہ اپریل ۱۹۲۸ء کے چندے ۱۵ رمئی ۱۹۲۸ء کی شام تک مرکز میں پہونچا دے ۔

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

تحصیل کبیروالہ کا تبلیغی دورہ

میں ۱۱ رجون ۱۹۲۸ء ملتان شہر سے چل کر تحصیل کبیروالہ کا تبلیغی دورہ شروع کروں گا۔ اس لئے تحصیل کبیروالہ کے احمدی احباب اور انجمنیں مطلع رہیں۔ والسلام

شیخ محمود احمد مصری

اعلان بیعت چونکہ میری دلی خواہش ہے۔ کہ میری بیعت کا اعلان اخبار میں ہو جائے۔ اس لئے ملتمس ہوں۔ کہ میری بیعت کی خبر کو اپنے اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرما دیں۔ میں مولوی سید وزارت حسین صاحب احمدی کا بھتیجا ہوں ۔

سید شمس الدین موضع اربن ڈاکخانہ کھجرہ ضلع مونگیر

سبب درخواست دعا مولوی امام بخش صاحب مدرس سکنہ تونسہ شریف کے لڑکے مسمی غلام حسین کے لئے جس کو باؤلے کتے نے کاٹا ہے۔ احباب درد دل سے دعا کریں۔ کہ خداوند تعالےٰ اس کو اس کے شر سے نجات دے۔

محمد علی خاں سیکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں

۲۔ مولوی امداد علی صاحب احمدی ترجمان بنگال اور ان کی زوجہ دونوں مدت سے بیمار ہیں۔ احمدی احباب ان کی صحت کے لئے دعا بحضرت باری تعالےٰ عز اسمہ کریں۔

راقم محبوب الرحمٰن احمدی از برہمن بڑیا بنگال

از سراج الحق نعمانی بعد السلام علیکم عرض ہے۔ کہ میں اور میری بیوی یہاں پر بیمار رہیں۔ کوئی دوا کوئی خوراک موافق نہیں آتی ہے۔ احباب احمدی اللہ تعالےٰ کی جناب میں صحت کے لئے دعا کریں۔ اور دل سے کریں ۔

۳۔ عرصہ سے ہندو میری اسامی تخفیف میں لانے کیلئے مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ جو میرے لئے سخت تکلیف اور نقصان کا باعث ہوگا۔ احباب کی خدمت میں دعا کے لئے عرض ہے (۲) میرے قبلہ والد صاحب جو عرصہ ایک سال سے زیادہ سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

محمد یعقوب چغتائی سکول ماسٹر پتوکی ضلع لاہور

۴۔ خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم سے امسال خاکسار کے دو حقیقی بھائی خواجہ عبد اللہ جو و خواجہ عبد الغنی صاحب احمدی بانڈی پور کشمیر براہ کراچی ۲۰ راپریل کو شجاع نامی جہاز پر حج کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ تمام احباب ان کیلئے دعا کریں۔ مولا کریم ان کو بخیریت منزل مقصود پر پہونچائے۔

عبد الغفار احمدی تاجر گلگت کشمیر

تعزیت برادر اکبر بیگ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں افضل بیگ صاحب کی فوتیدگی کی اطلاع دیکر درخواست کی تھی۔ کہ چونکہ ان کے سوا اور کوئی احمدی وہاں نہ تھا۔ اس لئے مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ حضور نے نماز جنازہ پڑھی۔ اور حضور ہمدردی کا اظہار فرماتے ہیں۔ چونکہ اکبر بیگ صاحب نے اپنا پتہ نہیں لکھا تھا۔ اس لئے اخبار میں اعلان کیا جاتا ہے

دعائے مغفرت میری بڑی لڑکی جس کا نام رضیہ بیگم تھا۔ اور جس کی عمر اب قریباً ۱۴ سال کی تھی۔ پندرہ سولہ یوم بیمار رہکر کے مالک حقیقی کے پاس ۲۸ راپریل کو چلی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ احباب دعائے مغفرت کریں ۔ خاکسار محمد شفیع قریشی احمدی سب اوورسیئر بکھر

دعائے مغفرت (۲) میری ہمشیرہ صاحبہ ۵ رمئی کو اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ بچپن سے پابند صلوٰۃ اور راست گو تھی۔ تمام احمدی احباب سے عرض ہے۔ کہ مرحومہ کے لئے دعا مغفرت کریں۔

غلام محمد خاں احمدی ابن راجہ عطا محمد خاں صاحب مرحوم چک ایمرج ڈاکخانہ پاڑی پورہ

۳۔ ۲۷ راپریل ۱۹۲۸ء کو مساۃ جنت بی بی صاحبہ والدہ قاضی احمد علی صاحب امین انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحومہ نے ۲۰ رفروری ۱۹۱۵ء کو اپنی جائداد کے ⅒ حصہ کی وصیت کی۔ مجلس معتمدین نے ۱۷ راپریل ۱۹۱۵ء کو وصیت منظور کی۔ موصیہ نے ⅒ حصہ وصیت نقد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کر دیا تھا۔ نعش نہیں آسکی۔ کتبہ بہشتی مقبرہ کے اندر انشاء اللہ نصب ہو جائیگا۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت النعیم میں جگہ دے۔ اور اس کے پس ماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ احباب دعائے مغفرت کریں ۔

سید محمد سرور شاہ سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان

ایک احمدی مستری کی امداد ایک احمدی مستری جو ۶۰ ہارس پاور تک کے انجن کو چلا سکتا ہے۔ آدمی متدین اور غریب ہے۔ کوئی احمدی بھائی اس کی ملازمت کا انتظام کر سکیں۔ تو مجھ سے خط و کتابت کریں ۔ زین العابدین ناظر امور عامہ قادیان

ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون

ایک مدت کی کوشش اور سعی کے بعد حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سے مضمون حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی ہے۔ اور روپیرا آید درست آید کے لحاظ سے جناب میر صاحب نے جو مضمون مرحمت فرمایا ہے۔ وہ نہایت پاکیزہ اور مفید ہونے کے علاوہ کئی قسطوں میں شائع ہوگا۔ مضمون رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ مبارک کے مختلف واقعات پر مشتمل ہے۔ جن سے مسلمان بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ مضمون کی چند اقساط دفتر میں پہونچ چکی ہیں۔ اور انشاء اللہ جلد چھپنا شروع ہو جائے گا ۔

احباب نہ صرف خود اسے دلچسپی اور توجہ سے مطالعہ فرمائیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں۔ اور سنائیں۔ اس طرح بچوں میں رسول کریم صلعم کی محبت اور الفت کا خاص جذبہ پیدا ہوگا انشاء اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۲۸ء

۱۷ جون کا جلسہ

یہ نہایت ہی خوشی اور مسرت کی بات ہے۔ کہ ۱۷ رجون ۱۹۲۸ء کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جس جلسہ کی تجویز حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ اسے تمام ملک میں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اور ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے مسلمان نہایت خوشی سے اس میں حصہ لینے پر آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے۔ کہ تمام ملک میں نہایت کامیاب جلسے ہونگے۔ اور عاشقان محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اخلاص اور محبت کا پورا پورا ثبوت پیش کریں گے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلمان خواہ اعمال کے لحاظ سے کتنے ہی کمزور ہوں۔ ان میں کتنی ہی سستی پائی جائے۔ اور احکام اسلام پر عمل کرنے سے کتنے ہی غافل ہوں۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور الفت کی چنگاری ان کے سینوں میں دبی ہوئی ہے۔ جسے تھوڑی سی ہوا دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ فوراً شعلہ زن ہو جاتی ہے۔

غیر مسلموں نے اور ان غیر مسلموں نے جو اپنے سوا کسی کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ عام مسلمانوں کی ظاہری حالت سے یہ اندازہ لگایا تھا۔ کہ ان کے دل اپنے سچے اور پاک ہادی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت اور توقیر سے (نعوذ باللہ) خالی ہو چکے ہیں۔ اور یہ سمجھ کر انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف نہایت گندی اور ناپاک کتب شائع کرنی شروع کر دیں۔ اخباروں اور رسالوں میں دلآزار مضامین لکھنے لگ گئے۔ اور لیکچروں میں لغویت اور پلیدی سے بھری ہوئی باتیں بیان کرنا اپنا مشغلہ بنا لیا۔ لیکن راجپال کی ہائیکورٹ سے بریت پر مسلمانوں نے جس سرگرمی اور عمدگی کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اور خاص کر ۲۲ رجولائی ۱۹۲۷ء کے جلسوں میں ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کے لاکھوں انسانوں نے متحدہ ومتفقہ طور پر جو ریزولیوشنز پاس کئے۔ ان سے ثابت ہو گیا۔ کہ مسلمان کسی حالت میں بھی اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہتک برداشت نہیں کر سکتے اور کسی طبقہ اور کسی فرقہ کے مسلمانوں کو بھی گوارا نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف ان کے سامنے کوئی بات کہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کے ساتھ مسلمانوں کا یہ اخلاص اور یہ محبت قابل صد آفرین اور لائق ہزار تحسین ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے۔ کہ مسلمان خواہ کسی فتنہ انگیز غیر مسلم کی بے ہودہ سرائی پر کتنے ہی غم وغصہ اور رنج وملال کا اظہار کریں۔ اس طرح فتنہ کا استیصال نہیں ہو سکتا۔ وہ بد باطن بدگو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی پاک شخصیت پر جس کے اعلےٰ اخلاق اور کیرکٹر کی تعریف وتوصیف کرنے پر اس کے زمانہ کے دشمن بھی مجبور ہو جاتے تھے۔ ناپاک اور گندے الزام لگانے پر اتر آتا ہے۔ اسے مسلمانوں کے رنج والم کا کیا احساس ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس بات سے کہ اس کے گندے الفاظ مسلمانوں کے سینوں پر برچھی اور نیزے سے بھی زیادہ گہرا زخم لگاتے ہیں۔ اپنی ناشائستہ حرکات سے کیونکر رک سکتا ہے۔

پھر وہ کیا صورت ہونی چاہیئے۔ جس سے اس فتنہ کا سد باب ہو سکے۔ یہ وہی صورت ہے۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے پیش فرمائی ہے۔ اور جسے تمام ہندوستان کے مسلمانوں نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ کہ سارے ملک میں ایک مقررہ دن یعنی ۱۷ رجون ۱۹۲۸ء کو جلسے منعقد کئے جائیں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر پوری تیاری کے ساتھ لیکچر دئے جائیں۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ غیر مذاہب کے لوگ ان جلسوں میں بکثرت شریک ہوں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے۔ کہ وہ برگزیدہ خدا تم جس کی شان کے خلاف بعض فتنہ انگیز جھوٹی اور ناپاک باتیں بیان کرتے ہیں اس کی اصل شان کیا ہے۔ اور اس نے نہ صرف ظلمت وتاریکی میں ڈوبے ہوئے ملک عرب پر بلکہ ساری دنیا پر کتنے بڑے احسان کئے ہیں۔ اس نے اہل دنیا کو فائدہ پہونچانے اور مستقل فائدہ پہونچانے کے لئے خود کس قدر دکھ اور تکالیف اٹھائی ہیں۔ اور اس کی ذات خاص کیسی کیسی خوبیوں کی حامل ہے جس کی نظیر ملنا محال ہے۔

اس قسم کے لیکچروں کا اگر پوری کوشش اور سعی سے انتظام کیا جائے۔ اور ہمیں امید ہے ضرور کیا جائے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر خوش قسمتی اور سعادتمندی کے حصول کا کونسا موقعہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے ہادی کی شان کے اظہار کے لئے اور اس ہادی کی شان کے اظہار کے لئے جس کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ جلسے منعقد کریں۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ بہت اعلےٰ نتائج رونما ہونگے۔ بہت سے لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق صحیح اور درست واقفیت حاصل کر سکیں گے۔ بہت سے لوگوں کے دلوں سے بغض اور کینہ جو ناواقفیت کی وجہ سے بیٹھا ہوا ہوگا نکل کر اس کی جگہ محبت اور الفت پیدا ہو جائیگی۔ اور بہت سے لوگ اپنی محبت اور اخلاص میں پہلے کی نسبت بڑھ جائیں گے۔ اور یہ جلسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافقین اور مخالفین دونوں کے لئے نہایت مفید اور فائدہ بخش ہونگے

پس ہر جگہ کے مسلمانوں کو متفقہ طور پر ان جلسوں کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ چونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اس لئے اب اس فرصت کا کوئی لمحہ رائگاں نہیں جانے دینا چاہیئے۔

مسلم معاصرین کا شکریہ

ہم ان مسلم اخبارات کے نہایت ہی شکر گذار ہیں جنہوں نے اس جلسہ کے متعلق دفتر ترقی اسلام قادیان کے مفصل یا مختصر مضمون شائع کئے۔ اور جن میں سے حسب ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

انقلاب لاہور۔ ہمدم لکھنؤ۔ زمیندار لاہور۔ مشرق گورکھپور۔ شہاب راولپنڈی۔ حقیقت لکھنؤ۔ وکیل امرتسر غریب نواز پھلواری۔

امید ہے۔ کہ یہ اور دوسرے معزز معاصرین جلسہ کو کامیاب بنانے کے متعلق اپنی قابل قدر امداد آئندہ بھی جاری رکھیں گے۔

ہندوؤں کے اصلی خیر خواہ باغی ہیں

معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے نزدیک غیر مذہبی حکومت کا باغی ہونا بہت بڑی خوبی کی بات ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ سیوا جی۔ بندہ بیراگی وغیرہ باغیان حکومت کی سالانہ یادگاریں بڑے جوش وخروش سے مناتے اور ان کی تعریف وتوصیف کے گیت گاتے ہیں۔ علاوہ ازیں تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ایک مشہور آریہ نے بانی آریہ سماج کو فخریہ لہجہ میں "سب سے بڑا باغی" قرار دیا تھا۔ اب لالہ لاجپت رائے صاحب نے اسی بات کا اعادہ حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"اسلامی حکومت کے زمانہ میں ہندوؤں کے رکھشک اور ہندوؤں کے اندر جان ڈالنے والے ٹوڈرمل و بیربل نہ تھے بلکہ پرتاپ اور درگا داس تھے۔ انگریزی حکومت میں بھی ہندوؤں

کے اصلی خیر خواہ ہُوا علانیہ ہندو ملازم نہیں ہوتے جنہوں نے سرکار انگریزی کی بدولت درجات حاصل کئے۔ ان کے اندر بھی جان پیدا کرنے والے سوامی دیانند اور سوامی وِویکانند جیسے باغی تھے۔" (ریخ ۲۸ رمئی)

ایک وقت تھا۔ جب ستیارتھ پرکاش کے وہ حوالے جن میں سوامی دیانند جی نے گورنمنٹ کے خلاف تعلیم دی۔ اور اس کے قوانین نہ ماننے کی تلقین کی ہے۔ پیش کئے جاتے۔ تو آریہ صاحبان ان کی نہایت بھونڈی تاویلیں کرتے ہوئے ان کے صحیح مفہوم کا انکار کرتے۔ لیکن آج ان کے چوٹی کے لیڈر سوامی جی کو اس لئے ہندوؤں کا حقیقی خیر خواہ قرار دے رہے ہیں۔ کہ وہ حکومت کے باغی تھے +

لالہ جی کے ان الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے حقیقی خیر خواہ وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو حکومت وقت کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہ کریں۔ بلکہ اس سے بغاوت کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ جن لوگوں کی حقیقی خیر خواہی کا یہ معیار ہو۔ ان پر کسی غیر قوم کو اعتماد اور بھروسہ ہونا بہت مشکل امر ہے۔

گورنمنٹ کے خوشامدی کون ہیں؟

ہندوؤں نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دینا اپنا تکیہ کلام بنا رکھا ہے۔ کہ مسلمان گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔ اس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ جلد جوش میں آجانے والے اور دور اندیشی سے کام نہ لینے والے لوگ چڑ کر گورنمنٹ کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ اور اس طرح تمام مسلمانوں کے مفاد اور حقوق کو خطرہ میں ڈال دیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کے خوشامدی مسلمان نہیں۔ بلکہ ہندو ہیں۔ جو اپنی پوری قوت اور ساری طاقت گورنمنٹ کی خوشامد میں صرف کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے بیان پر اعتبار نہ ہو۔ تو لالہ لاجپت رائے جی کی شہادت سُن لیجئے۔ جو فرماتے ہیں:۔

"ہندوؤں کا میلان طبع حالات کے باعث زیادہ تر گورنمنٹ کی خوشامد اور حصول خوشنودی کی طرف ہے۔ اس لئے ان کو ضرورت زیادہ تر آزادی اور خود داری سکھانے کی ہے۔" (ریخ ۲۸ رمئی)

یہ ایک ایسے ہندو لیڈر کا بیان ہے۔ جس کی بات کو ہندو غلط نہیں کہہ سکتے۔ اور اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ مسلمانوں کو گورنمنٹ کی خوشامد کا طعنہ دینے والے دراصل خود خوشامد میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور وہ ہر وقت اس کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔ خواہ اس کے لئے انہیں کیسی ہی معیوب صورت اختیار کرنی پڑے +

سجادہ نشینوں کی بیداری

مسلمانوں کے لئے یہ امر باعث طمانیت ہے۔ کہ وہ پیر اور سجادہ نشین جو آج تک اپنی زندگی ایک خاص وضع میں گذارتے چلے آئے ہیں۔ ان میں بھی اب حرکت پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ مولوی غلام حسین صاحب سہواگ مجددی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے اخبار زمیندار (۲ مئی) میں سجادہ نشین صاحبان کے نام ایک مراسلہ شائع کرایا ہے جس میں ایک جگہ جمع ہو کر مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی اور ان میں اسلام کی تعلیم پر کاربند ہونے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے کوشش شروع کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے +

اسیطرح یہ بھی معلوم ہُوا ہے۔ کہ سید فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلالپور شریف نے مسلمانوں کی مذہبی اور سوشل اصلاح اور ان کی اجتماعی زندگی کو ترقی دینے کی خاطر حزب اللہ کے نام سے ایک تحریک جاری کی ہے۔ اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے آپ نے کئی ایک مقامات کا دورہ بھی کیا ہے +

مسلمانوں کی قائم شدہ انجمنوں اور ان کی کارگذاریوں نیز نئی تحریکات اور ان کے اثرات کے پیش نظر اگرچہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ مسلمانوں کی حالت اصلاح پذیر نہیں ہو سکتی جب تک وہ اس نظام میں اپنے آپ کو منظم نہ کر لیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے۔ تاہم سجادہ نشینوں کی اس بیداری کو مسلمانوں کے لئے ہم مفید ہی سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا خیال ہے کہ اگر جملہ سجادہ نشین اور پیر صاحبان اس طرف توجہ کریں۔ تو یہ تحریکیں ان کو بیدار کر کے ان کے دلوں میں صحیح طریق کار کی تلاش کا جذبہ پیدا کر کے بالآخر ان کی کامرانی کا موجب ہو سکتی ہیں +

لڑکیوں کی تعلیم

مسلمانان ہند جبکہ ابھی تک اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے کوئی مکمل انتظام نہیں کر سکے۔ تو لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہئیے کہ ہمسایہ اقوام جس سرعت سے تعلیم میں ترقی کر رہی ہیں۔ اگر اس سے بڑھ کر مسلمانوں نے قدم نہ مارا۔ تو ان کے لئے ہندوستان میں عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنا محال ہو جائیگا۔ کیونکہ دوسری اقوام تعلیم کے ذریعہ اس قدر آگے بڑھ جائیں گی۔ کہ ان کی گرد کو بھی پانا مشکل ہو جائیگا۔ پس مسلمانوں کو نہ صرف اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے مکمل انتظام کرنا چاہیئے۔ بلکہ لڑکیوں کے لئے بھی باقاعدہ سکول جاری کرنے چاہئیں۔ اور کثرت سے ان کے لئے تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانی چاہئیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جہاں ابھی تک مسلمانوں نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے سکول بھی جاری نہیں کئے۔ وہاں دوسری اقوام کالجوں سے بڑھ کر یونیورسٹیاں قائم کر رہی ہیں۔ چنانچہ آریہ اخبار ملاپ (۱۴ رمئی) لکھتا ہے:۔

"بہت جلد لاہور میں ہیلا یونیورسٹی کا آغاز کیا جائیگا جو لڑکیوں کی تعلیم کے سوال کا حل ہوگی"

کیا آریوں کی ان کوششوں کو دیکھ کر بھی مسلمانوں کو لڑکیوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ پیدا ہوگی۔ اور وہ اس کے لئے کوئی کوشش نہ کریں گے +

جماعت احمدیہ میں یہ سوال نہایت اہمیت اختیار کر رہا ہے۔ اور ذمہ وار اصحاب اس کے حل کے لئے نہایت غور اور فکر کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے راستہ میں دیگر نہایت اہم اور ضروری کاموں کو سرانجام دینے کی وجہ سے مالی مشکلات حائل نہ ہوں۔ اور ہمیں مالی لحاظ سے اطمینان حاصل ہو۔ تو لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ نہایت عمدگی کے ساتھ حل کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ جوں جوں ہمارے ذرائع ترقی اجازت دیں گے۔ ہم اس پہلو پر بھی زور دیتے جائیں گے +

ہندوؤں میں آریہ کام کرنے والے لوگ ہیں۔ مگر ان کے تمام کام سارے ہندوؤں کی مالی امداد سے سرانجام پاتے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں اگر ان سے بہت تھوڑا روپیہ ہو۔ تو ہم ان سے بڑھ کر انتظام کر سکتے ہیں۔ کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوں +

ہندوستان کا قرضہ

ہندوستان کے رہنے والے خصوصاً ہمارے دیہاتی بھائی قرضہ کی مصیبت میں بہت بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ برطانوی ہند کی دیہاتی آبادی اس وقت چھ ارب روپیہ کی قرضدار ہے۔ اور کم و بیش ساٹھ کروڑ روپیہ ہر سال بطور سُود اُن کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہندوستان کے مالیہ اراضی سے یہ دوگنی رقم ہے۔ یہ تو تمام ہندوستان کی حالت ہے۔ پنجاب کے قرضہ کی حالت کے متعلق معاصر انقلاب ۵ مئی لکھتا ہے:۔

"صوبہ پنجاب کے قرضہ کی مقدار مالیہ اراضی سے بارہ گنا ہے اور پنجاب کے مالکان اراضی کا قرضہ پچپن کروڑ ہے۔ جو روپیہ زمین کی ضمانت پر لیا جاتا ہے۔ اسکو ملا کر مجموعی قرضہ کم از کم ۹۰ کروڑ ہوتا ہے"۔

ان اعداد و شمار سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کے زمینداروں کی حالت کیسی ناگفتہ بہ ہے۔ اور یہ امر تو ظاہر ہی ہے۔ کہ صوبہ پنجاب کے زمینداروں کا بیشتر حصہ مذہباً مسلمان ہے۔ اور ساہوکار عام طور پر ہندو ہیں۔ مسلمانوں کا اس درجہ مفلس و قلاش اور ہندوؤں کا اسقدر... [illegible]

خطبہ جمعہ

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا طریق

وصیت کی اہمیت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۴ر مئی ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ایک سال کے قریب ہوا۔ میں نے اپنی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ

وصیت کا معاملہ

نہایت اہم معاملہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ایسی خصوصیت بخشی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے۔ کہ کوئی مومن اسکی

اہمیت اور عظمت

کا انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ سارا نظام ہی آسمانی اور خدائی اور الہامی نظام ہے۔ مگر

وصیت کا نظام

ایسا نظام ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے۔ باقی امور ایسے ہیں۔ جو عام الہام کے ماتحت قائم کئے گئے ہیں۔ مگر

وصیت کا مسئلہ

ایسا ہے۔ جو خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے۔ اور وصیت کا مسئلہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک عملی ثبوت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ایک اقرار تھا۔ اس کے متعلق مومن کیا کرتا۔ کئی لوگ تو اس اقرار کو پورا کرنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کرتے۔ اور کئی یہ اقرار کر کے خموش ہو جاتے۔ پھر کئی ایسے ہوتے جو چاہتے کہ

دین کو دنیا پر مقدم

کریں۔ مگر اس کے لئے راہ نہ پاتے۔ اور انہیں معلوم نہ ہوتا کہ کیا کریں۔ پھر بیسیوں تھے۔ جنہوں نے اس اقرار کو پورا کیا۔ اور بیسیوں ایسے تھے۔ جو حیران تھے کہ کیا کریں۔ پھر جو اقرار کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا اقرار پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ ان کی مثال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سی تھی۔ جو کہ اپنے ایک بھانجے پر جب ناراض ہوئیں۔ تو انہوں نے قسم کھائی اور کہا میں اس سے نہ ملوں گی۔ اور اگر ملوں تو کچھ صدقہ دونگی اس صدقہ کی انہوں نے تعیین نہ کی تھی۔ آخر صحابہ کے دخل دینے اور بھانجے کے معافی مانگ لینے پر انہوں نے اسے معاف کر دیا۔ اور اپنے ہاں آنے کی اجازت دیدی اور اس کے لئے خاص طور پر صدقہ کرتیں۔ مگر باوجود اس کے حسرت کے ساتھ کہتیں۔ معلوم نہیں میں نے جو اقرار کیا تھا۔ وہ پورا ہوا ہے یا نہیں۔ میں نے صدقہ کی تعیین کیوں نہ کر دی؟

تو بہت سے لوگ حیران تھے۔ کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو اقرار کیا ہے۔ وہ پورا ہوا ہے۔ یا نہیں۔ تب

خدا تعالےٰ کی رحمت

جوش میں آئی۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ بتایا۔ کہ جو لوگ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کا اقرار پورا ہوا یا نہیں۔ ان کے لئے یہ وصیت کا طریق ہے۔ اس پر عمل کرنے سے وہ اپنے اقرار کو پورا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ

وصیت میں شرط

ہے۔ کہ

"خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھکر اپنا ایمان تازہ کریں۔"

پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ طریق پر وصیت کرے۔ اور اس پر قائم رہے۔ مگر

کامل الایمان

نہ ہو۔ تو وہ لوگ جن کے دل میں عدم اطمینان تھا۔ اور وہ اس وجہ سے بے چین تھے۔ کہ خبر نہیں ان کا اقرار پورا ہوا ہے یا نہیں۔ ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کے الہام کے ماتحت یہ رکھدیا۔ کہ وہ وصیت کریں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو۔ جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھایا۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ وصیت کرنا اور اس پر قائم رہکر

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کو پورا کرنا ہے۔ اس وصیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حد بندی کر دی ہے۔ اور وہ یہ کہ زیادہ سے زیادہ ⅓ حصہ کی وصیت کی جائے۔ اور کم از کم ⅒ حصہ کی۔ یہ تو مرنے کے بعد کے متعلق ہے۔ اور زندگی میں یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں انسان اس حد تک خرچ کر سکتا ہے۔ کہ وہ رشتہ دار جو اس کے ذریعہ پل رہے ہوں۔ انہیں دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ اس شرط کے ماتحت خواہ وہ اپنا نصف مال دیدے یا تین چوتھائی دیدے۔ مگر اتنا دے۔ کہ جن لوگوں کی پرورش اس کے ذمہ ہے۔ وہ دوسروں کے محتاج نہ ہو جائیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ایک ذریعہ رکھا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کا۔ جس وقت آپ نے یہ طریق بیان کیا۔ اسی وقت یہ بھی لکھدیا تھا۔ کہ

"ممکن ہے۔ کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بنادیں۔ اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں۔ یا اس کو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ یہ

خدا تعالےٰ کے کام

ہیں۔"

چنانچہ مخالفین نے اس پر ہنسی اور تمسخر کیا۔ اور کہا پاک پٹن کے بہشتی دروازہ کی طرح یہ بہشتی مقبرہ بنایا گیا ہے۔ حالانکہ اس دروازہ اور بہشتی مقبرہ میں بہت فرق ہے۔ اپنے مال کی وصیت کرنا علامت ہے نیکی اور تقویٰ کی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار چاہتا تھا۔ کہ اس کا کوئی

ظاہری ثبوت

ہو۔ اس کی علامت وصیت رکھی گئی۔ اور یہ دائمی قربانی ہے۔ یعنی جب تک انسان زندہ رہتا ہے۔ اسے یہ قربانی

کرنی پڑتی ہے۔ مگر دروازہ سے گذر جانا تو معمولی بات ہے اس کے لئے کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔

تو وصیت معیار ہے۔ مومنوں کے ایمان کو پرکھنے کا مگر باوجود اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور دینے کے بہت سے لوگ ہیں۔ جو ابھی تک اس کی عظمت سے واقف نہیں ہیں۔ اور جس طرح قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی

نیا نظام

قائم ہوتا ہے۔ اور نیا مسئلہ جاری ہوتا ہے۔ تو اکثر لوگ اس کے سمجھنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے

وصیت کے معاملہ کی حقیقت

نہیں سمجھا۔ بلکہ انہوں نے بھی نہ سمجھا جن کے سپرد اس کا نظام کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایسی ایسی وصیتیں کی گئیں کہ ایک شخص کی ماہوار آمدنی تو کئی سو کی تھی۔ مگر اس کا مکان معمولی حیثیت کا تھا۔ اس نے

مکان کی وصیت

کی۔ اور لکھ دیا۔ کہ اس کا ۱/۱۰ حصہ وصیت میں دیتا ہوں۔ اگر اندازہ لگایا جاتا۔ تو مکان کا جو حصہ وصیت میں دیا۔ وہ اتنی مالیت کا بھی نہیں تھا۔ کہ ماہوار آمدنی کا تیسواں حصہ ہی بن سکتا۔ میں نے اس کی اصلاح کی۔ میں نے کہا

مقبرہ بہشتی کی غرض

ہے۔ کہ اس میں ایسے لوگوں کو جمع کیا جائے۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ مگر کون خیال کر سکتا ہے۔ کہ [illegible] جو دو تین چار سو روپیہ ماہوار کماتا ہے۔ مگر باپ دادا کے ورثہ میں آئے ہوئے معمولی مکان کے دسویں حصہ کی وصیت کر دیتا ہے۔ تو یہ اس کے لئے بہت بڑی قربانی ہے اور وہ ایسے مخلصوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے۔ اور جن کے متعلق

آئندہ نسلوں کا فرض

ہے۔ کہ خاص طور پر دعا کریں۔ اگر ایسے آدمی کو کوئی مخلص دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا سمجھتا ہے۔ تو وہ جھوٹا نہیں تو اسے بے وقوف ضرور کہوں گا۔ اور سمجھا جائیگا۔ کہ اس کے

دماغ میں نقص

ہو گیا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کا نظام اس لئے قائم کیا ہے۔ کہ مخلصوں کی جماعت ایک جگہ اکٹھا کیا جائے۔ مگر ان مخلصوں میں ایسے شخص کو شامل کیا جاتا ہے۔ جو ہر مہینہ اپنے لباس یا کھانے یا اپنے بچوں کے لباس یا کھانے پر جتنا صرف کرتا ہے۔ اتنا اس سے بھی کم چندہ دیدیتا ہے۔ یہ کامل الایمان ہونے کی

علامت نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی ایسی وصیتیں نکلی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ

ماہوار آمدنی کو چھوڑ کر معمولی مکان کی وصیت

کرنے کا طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منشاء کے مطابق نہ تھا۔ مثلاً ایک شخص وصیت کرتا ہے جس کا معمولی مکان تھا۔ اس نے اپنی وصیت میں لکھا۔ کہ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کا ملازم ہوں۔ میری تنخواہ چار روپے ہے۔ اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کی خدمت میں ادا کرتا رہوں گا۔ یا اگر آئندہ میری کوئی اور جائداد یا تنخواہ بڑھ جائے۔ تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ اور میرا ایک مکان ریاست مالیر کوٹلہ میں ہے۔ وہ خاص میری ملکیت ہے۔ اس میں اور کسی کا کوئی حصہ اور نہ حق ہے۔ اس کے آٹھواں حصہ کی بھی انجمن احمدیہ مالک ہے"

چونکہ مکان آمد پیدا کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے اسے وصیت کے لحاظ سے جائداد نہ قرار دیا گیا۔ تو وصیت کیلئے

دسواں حصہ سے مراد

اسی آمد کا دسواں حصہ ہے جس پر گذارہ ہو۔ ایک زمیندار ہے۔ اگر وہ اپنی زمین کا دسواں حصہ وصیت میں دیدیتا ہے۔ تو وہ وصیت کا حق ادا کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے گذارہ کا ذریعہ زمین ہی ہے۔ مگر ایک ملازم جو تین چار سو یا ہزار تنخواہ پاتا ہے۔ یا ایک تاجر جسے تجارت کی آمدنی ہے۔ وہ اگر وصیت میں جدی مکان کا کچھ حصہ دیکر پچاس یا ساٹھ یا سو روپیہ دے دیتا ہے۔ تو وہ وصیت کے منشاء کو پورا نہیں کرتا۔ وصیت کے لحاظ سے وہ جائداد والا نہ تھا۔ اس کی آمد تھی۔ اسے آمد سے وصیت کا حصہ دینا چاہئیے تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو

ترکہ کا لفظ

رکھا ہے یعنی وصیت کرنے والے کے "تمام ترکہ" سے مقررہ حصہ وصیت میں لیا جائے پھر کیا اگر کوئی شخص صرف دھوتی اور کرتا چھوڑ مرے۔ تو اسی کو اس کا ترکہ قرار دیا جائیگا اور پھر اس کا دسواں حصہ لے کر سمجھ لیا جائیگا۔ کہ اس نے وصیت کا حق ادا کر دیا۔ پس جب کپڑوں کا ایک جوڑا بھی ترکہ کہلا سکتا ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ

"ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ ثابت ہو۔ کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا۔ اور صالح تھا۔ تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے"

اس کا کیا مطلب ہوا۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء جائداد نہ ہونے سے یہ تھا۔ کہ ایسا شخص جو ننگا پھرتا ہو۔ اسے بغیر وصیت کے دفن کیا جائے۔ دنیا کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک چلے جاؤ۔

کوئی ایسا انسان نظر نہ آئیگا

جو اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتا ہو۔ اپنے ارد گرد رسی ہی لپیٹے ہوئے ہوگا۔ یا کیلے کے پتے ہی باندھے ہوئے ہوگا۔ وہی اس کا ترکہ اور جائداد ہوگی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا کہ جس کی جائداد نہ ہو۔ اس کا تقویٰ اور خدمت دین دیکھی جائیگی۔ بے معنی کلام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کبھی خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ کہ ایک شخص دین کی بڑی خدمت کرنے والا۔ بڑا متقی ہو۔ مگر

مادر زاد ننگا

رہتا ہو۔ اگر اس کے پاس لنگوٹی ہوگی۔ تو وہی اس کا "ترکہ" ہوگا۔ کیونکہ جو چیز انسان مرنے کے بعد قبر میں نہیں لے جاتا اور پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ وہ اس کا ترکہ ہے۔ پس اس طرح کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا جس کی کوئی جائداد نہ ہو۔ کوئی اگر لنگوٹی باندھے رہتا ہوگا۔ تو اسے بھی مرنے کے بعد کفن پہنا دیا جائیگا۔ اور اس کی لنگوٹی قبر سے باہر رہ جائیگی یا اگر اس کی

پھٹی پرانی جوتی

ہوگی اور وہ قبر سے باہر رہیگی۔ تو وہی ترکہ ہوگا پس یہ ناممکن ہے کہ کوئی ایسا انسان ملے۔ جس کی ترکہ کے لحاظ سے کوئی جائداد نہ ہو۔ اور جب حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہے۔ کہ جس کی جائداد نہ ہو۔ اس کے مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کا اور طریق ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ

جائداد نہ ہونے سے مراد

آمدنی کا نہ ہونا ہے یعنی جس کے گذارہ کی کوئی معین صورت نہ ہو۔ وہ بغیر جائداد کے وصیت کر سکتا ہے۔

تھوڑے دن ہوئے مجھے رپورٹ پہونچی تھی۔ کہ کسی شخص نے لکھا ہے۔ وصیت کی اس تشریح کے ماتحت بہت لوگوں کو ابتلا آ رہا ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جتنی وصیتیں اس تشریح کے بعد کی گئی ہیں۔ اتنی کبھی پہلے نہیں کی گئیں۔ اگر ابتلاء کا یہی ثبوت ہے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ

ایسا ابتلا روز روز آئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔۔۔ گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

کہ خدا تعالیٰ کے بعد اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کفر ہے تو خدا کی قسم میں بڑا کافر ہوں۔ پس اگر جماعت کے ابتلاء کا یہی ثبوت ہے۔ کہ بہت لوگ صحیح طریق پر وصیتیں کرنے لگ گئے ہیں۔ اور جنہوں نے پہلے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ ان میں سے ۱/۹ اور ۱/۸ تک کی وصیتیں کر رہے ہیں۔ تو ایسا ابتلاء روز روز آئے۔ ہاں ایسا شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اسے ابتلاء آیا ہے۔ مگر ابتلاء تو تب کہا جائے جب اس بارہ میں

کسی قسم کا جبر

کیا جائے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وصیت کے کرانے کے لئے جبر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک نیکی ہے۔ جو کر سکتے ہیں کریں۔ اگر کوئی کہے میں ظہر یا عصر کی چار رکعت فرض نہیں پڑھ سکتا۔ دو پڑھونگا۔ تو ہم اسے کہینگے۔ نماز پڑھنا چاہتے ہو۔ تو چار ہی پڑھو۔ اس میں فائدہ ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ چلو تم دو یا ایک ہی رکعت پڑھ لو۔ کیونکہ یہ کسی کو نمازی بنانے کے لئے کافی نہیں۔ نمازی کے لئے ضروری ہے۔ کہ چار ہی پڑھے۔ اسے کوئی ابتلاء نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح وصیت کے بارے میں احمدی کے لئے ابتلاء کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تیسری کوئی نہیں۔ یا تو یہ کہ ہر ایک احمدی کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ ضرور وصیت کرے۔ تب کمزور لوگ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری آمدنی اتنی نہیں۔ کہ ہم وصیت کر سکیں۔ مگر وصیت کرنا تو اپنی مرضی پر ہے۔ اور یہ اخلاص کے پرکھنے کا معیار ہے۔

ایمان کا معیار

نہیں ہے۔ ایمان کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ کوئی کہے۔ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ کہ وہ خدا کے سچے نبی ہیں۔ اور اپنے زمانہ کے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتا ہوں۔ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے۔ اسے کوئی

اسلام اور احمدیت

سے نہیں نکال سکتا۔ اس کے اگر اعمال خراب ہوں۔ تو اسے خدا تعالیٰ پکڑ لیگا۔ مگر کسی کے اختیار میں یہ نہیں ہے کہ اسے اسلام سے نکال دے۔ ہاں اگر وہ ان امور کا جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ انکار کریگا۔ تو خود اسلام سے نکل جائیگا۔ البتہ

مقررہ نظام

سے آدمی کو نکالا جاتا ہے۔ اگر وہ ایسا کام کرے۔ جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہو۔ کوئی فتنہ برپا ہوتا ہو۔ تو اسے جماعت سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ مگر احمدیت سے نہیں نکالا جاتا۔ اور جماعت سے نکالنے اور احمدیت سے علیحدہ کرنے میں فرق ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ جب کسی کا بیٹا نافرمان ہو جائے۔ تو اسے عاق کر دیا جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ وہ بیٹا ہی نہیں رہا۔ وہ نطفہ تو اسی کا ہوتا ہے۔ ہاں مل کر کام نہ کرنے کی وجہ سے اسے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جیسے جماعت سے نکالا جاتا ہے۔ اسے احمدیت سے نہیں نکالا جاتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے۔

تو وصیت کے متعلق اگر مجبور کیا جاتا ہو۔ تب کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ ٹھوکر کا باعث ہے۔ یا جو روپیہ وصیت کا آتا ہے وہ کسی ایک شخص کی جائداد بن رہا ہو۔ میرے لئے یا میرے بیوی بچوں پر خرچ ہوتا ہو۔ تو کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اس روپیہ کو

دین کی اشاعت

کے لئے خرچ کرنے کو کہا ہے مگر ایسا نہیں ہوتا۔ پس اگر یہ روپیہ دین کے لئے لیا جاتا ہے۔ اور دین پر خرچ کیا جاتا ہے۔ تو پھر یہ کہنے سے کہ وصیت خاص لوگوں کے لئے ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو

خاص قربانی

کر کے خاص درجہ حاصل کریں۔ تو اس میں ابتلاء کی کونسی بات ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ گورنمنٹ ایف۔ اے میں اس طالب علم کو داخل کرتی ہے۔ جو انٹرنس پاس ہو۔ اب کوئی انٹرنس تو پاس نہ کرے۔ اور کہے گورنمنٹ مجھے ایف اے میں داخل نہیں ہونے دیتی۔ اور مجھ پر بڑا ظلم کرتی ہے تو یہ ظلم کس طرح ہوا۔ جب ایف۔ اے میں داخل ہونے کی شرط نہ پوری کی جائے اس وقت تک داخلہ کی اجازت کس طرح مل جائے۔

پس

ابتلاء کی کوئی بات نہیں

جس شخص نے یہ بات لکھی ہے۔ اسے ابتلاء آیا ہو۔ تو خبر نہیں لیکن اوروں کو نہیں آیا۔ بلکہ وصایا میں بہت زیادہ ترقی ہوئی ہے۔

اس وقت میں پھر دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ان میں کوئی یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ کونسا کام کرے۔ کہ اسے پتہ لگ جائے۔ وہ دین کو دنیا پر مقدم کر رہا ہے۔ تو وہ علاوہ اور اصلاح کے اپنے مال کے کم از کم ۱/۱۰ حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ ۱/۳ حصہ کی وصیت کرے۔ اگر اس کا گذارہ تنخواہ پر ہو۔ تو تنخواہ کے حصہ کی کرے۔ اور اگر جائداد کی آمدنی پر ہے۔ تو اس کی کرے۔ اس کے بعد وہ

خدا تعالیٰ کے حضور

انہی لوگوں میں رکھا جائیگا جو ایفاء عہد کرتے ہیں۔

دین کیلئے زندگی وقف کرنے کی تحر

اس کے بعد میں

ایک خاص اعلان

کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے تحریک کی تھی۔ کہ نوجو[انان] خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اس پر بہت سے نوجوانوں نے کیں جن میں کئی ایک عربی کی تعلیم حاصل کئے ہوئے تھے۔ اور کئی انگریزی کی۔ اس وقت جتنے آدمیوں کی ضرورت تھی۔ وہ پوری ہو گئی۔ لیکن اب پھر بعض کاموں کیلئے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔

مقامی حالات کے لحاظ سے

یہ قدرتی بات ہے۔ کہ محدود جماعت کے کارکنوں کو جو گذارے دئے جائیں۔ وہ محدود ہوں۔ اس لئے یہاں کے کارکنوں کے گذارے محدود ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے زندگی وقف کنندوں اور دوسروں میں جو فرق ہے۔ وہ کم از کم وصیت کرنے والوں اور وصیت نہ کرنے والوں کے برابر رہنا چاہئے اس وجہ سے میں نے یہ قرار دیا ہے۔ کہ وقف کنندہ کو اس ع[...] والے سے ۲۵ فیصدی کم گذارہ دیا جائے۔ مگر اس سے چن[دہ] نہ لیا جائے۔ اس طرح دراصل فرق ۲۵ فیصدی نہیں ر[ہتا] بلکہ ۱۹ یا ۱۸ فیصدی پر بات آ جاتی ہے۔ یہ دوسروں کی نسبت زیادہ قربانی کی صورت ہے۔ اور جس حد تک وقف کنندگان کے گذارہ کی کوشش کی جا سکتی تھی۔ کی گئی۔ اور خدا جانتا ہے۔ اور کیا کچھ کیا جا سکیگا۔ جو قوم

عزت اور شوکت

حاصل کر لیتی ہے۔ وہ اپنے کارکنوں کو بھی ترقی دینا ضرور[ی] سمجھتی ہے۔ اور جو قوم خود ذلیل ہو جاتی ہے۔ اس کے کار[کن] بھی ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ دیکھو مولویوں کو آج کوئی پو[چھتا] نہیں۔ لیکن پادریوں کی ہر جگہ عزت کی جاتی ہے۔ وجہ [یہ] کہ پادریوں کی قوم کو عزت حاصل ہے۔ اور مولویوں کی [قوم] ذلیل سمجھی جاتی ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ آج ہمارے مبلغین کا[رکنوں] کو کوئی پوچھتا نہیں۔ وہی جماعت کی ترقی کے ساتھ اس [حد] کو پہنچ جائیں۔ کہ ہر جگہ ان کی عزت کی جائے۔

پہلے میں نے مدرسہ احمدیہ میں اس بات کا ذکر کیا۔ اور بعض نوجوانوں نے مجھے درخواستیں پہنچائی ہیں۔ بعض نے دفتر میں دی ہیں۔ اب میں باقی جماعت کو اس [خطبہ] کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں۔ خصوصاً

کالجوں کے طلباء

کو اور ان طلباء کو جو اپنی تعلیم ختم کر چکے یا کرنے والے ہو[ں]

غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے مبلغ بھیجنے کی ضرورت ہے اس لئے ایسے نوجوان ہوں۔ جو دین کے متعلق واقفیت رکھتے ہوں یا واقفیت پیدا کرنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ اس وقت چند آدمیوں کی ضرورت ہے جن کو لے کر کام پر لگا دیا جائیگا یا تیاری کرائی جائیگی۔ باقی جو رہیں گے۔ ان کے اخلاص کی قدر کی جائیگی۔ اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہدیا جائیگا وہ جو کام چاہیں کریں۔ پھر بعض ایسے ہوں گے جن کی گو اس وقت ضرورت نہ ہوگی۔ مگر ان کو آئندہ ضرورت کے لئے ریزرو رکھ لیا جائیگا۔ اور جب ضرورت ہوگی ان کو بلائیں گے۔ پس ان نوجوانوں کو جو کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ یا تعلیم سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اس اعلان کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ امید ہے ہمارے انگریزی خواں نوجوان جو کسی موقعہ پر کسی سے کم نہیں رہے۔ وہ اس وقت بھی

دین کی خدمت

کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے ۔

وہ لوگ جو عمر رسیدہ ہیں۔ یا اور کام کر رہے ہیں۔ ان کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص جو ایک کام کر رہا ہو۔ اسے دوسرے کام پر لگا دیا جائے۔ ایسے لوگ اپنے آپکو اس طرح وقف کر سکتے ہیں کہ

پنشن کے بعد دین کی خدمت

کرنے کا ارادہ کر لیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ابھی تک ہماری جماعت کے لوگوں کو اس طرف توجہ نہیں ہے۔ بہت لوگ کہتے ہیں فلاں کو بڑھاپے میں اللہ اللہ کرنے کی سوجھی۔ اور اس طرح اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہنسی کی بات نہیں۔ بلکہ بہت اچھی بات ہے۔ مگر ہماری جماعت کے لوگوں کو بڑھاپے میں بھی یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ الّا ماشاءاللہ۔ ایسے لوگ جو پنشن لے چکے ہیں۔ یا لینے والے ہیں وہ اگر اپنے آپ کو اس طرح وقف کریں۔ تو ان کو ہم لے سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا کوئی بوجھ سلسلہ پر نہ ہوگا۔ ایسے لوگوں کو کچھ قربانی کیلئے تیار ہونا چاہیئے اگر انہیں کہیں تبلیغ کیلئے بھیجا جائے۔ تو چلے جائیں یا کم از کم وہ یہی اقرار کریں کہ سال میں تین چار ماہ وہ تبلیغ کے لئے خرچ کیا کریں گے۔ تو اس طرح بھی وہ بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ مگر اس وقت میرے زیادہ تر مخاطب نوجوان ہیں ان میں سے جو کھرے نکلیں گے۔ وہ ایسے قیمتی جواہر ہوں گے۔ کہ ان کا کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا۔ اور جو کمزور ہوں گے ان کے متعلق سمجھ لیا جائیگا۔ کہ ہر بہتر سے بہتر چیز میں ایسا ہوتا ہے ۔

میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو توفیق دے۔ کہ ہر ضرورت جو پیش آئے اسے پورا کر کے خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بن جائیں۔ ان پر خدا تعالےٰ کی رحمت

درود شریف سے نبوت کا ثبوت

(گذشتہ سے پیوستہ)

۴۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب دریافت فرماتے ہیں:۔ کہ شریعت یا کتاب رحمت میں کیوں شامل نہیں سمجھتے ہو جواباً عرض ہے کہ شریعت بھی رحمت میں شامل ہے۔ مگر یہ خیال کہ نئی شریعت مانگنی چاہیئے۔ سراسر غلط ہے۔ ہم تو نہ نئی نبوت (بمعنی ناسخ نبوت محمدی) مانگتے ہیں۔ اور نہ نئی شریعت ہاں محمدی نبوت اور محمدی شریعت مانگتے ہیں۔ آنحضرت صلعم بوجہ بشر ہونے کے دائمی طور پر بجسم خاکی ہم میں موجود نہ رہ سکتے تھے۔ اس لئے حکمت الٰہی نے بروز و ظل کا سلسلہ جاری کیا۔ تا انتہائی ضلالت کے وقت نبی بھی مبعوث کیا جائے۔ مگر شریعت کی حفاظت کا وعدہ (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون) کر کے نئی شریعت کا باب بند کر دیا۔ اور شریعت اسلامیہ کو بالکل مکمل اور محفوظ قرار دیا۔ جناب من اگر شریعت رحمت نہ ہوتی یا اسے رحمت نہ سمجھا جاتا۔ تو وہ ہمیشہ کیلئے کیوں واجب العمل قرار پاتی؟ باقی آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا۔ کہ قرآن پاک کا علم اٹھ جاتا۔ فرمایا تھا۔ لا یبقی من القرآن الا رسمہ (مشکوٰۃ) سو ایسا ہی ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ نے آ کر پھر اسی شریعت کو قائم کیا حضرت اقدس خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے۔ جو مسیح موعود کا بھی کام ہے"۔ (اربعین ۲ صفحہ ۳)

جناب ڈاکٹر صاحب حفاظت شریعت سے باب نبوت کے مسدود ہونے پر دلیل گردانتے ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ نبی کے لئے نئی شریعت لانا ضروری نہیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہوں"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

آخر میں ڈاکٹر صاحب نے "مرتا کیا نہ کرتا" کے مطابق الفضل ۱۴ ر فروری کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے درس قرآن میں سے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"میرا اپنا عقیدہ یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دور کے خاتم ہیں۔ اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں۔ کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا۔ اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کے متعلق فرمایا "جری اللہ فی حلل الانبیاء" اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں۔ جس طرح انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں۔ آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں"۔

ان الفاظ کو نقل کر کے ڈاکٹر صاحب بہت اترائے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی آڑ میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق انتہائی غیظ و غضب کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اتنے ناواقف تو نہیں۔ کہ یہ بھی نہ جانتے ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے آپ کو دور ہفت ہزار کا خاتم قرار دیا ہے۔ اور پھر آپ کو آدم بھی کہا گیا ہے۔ مگر عداوت محمودؓ ان سے کیا کچھ نہ کرائیگی؟ اور کچھ نہیں تو حضرت اقدس کا یہ شعر تو آپ نے پڑھا ہی ہوگا ؎

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمر دنیا سے بھی اب تو آگیا ہفتم ہزار

آدم و خاتم کی تفصیل کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسب ذیل تحریریں کافی ثبوت ہیں:۔

الف:۔ "اردت ان استخلف فخلقت آدم لیقیم الشریعۃ و یحیی الدین۔ میں نے ارادہ کیا۔ کہ زمین پر اپنا جانشین پیدا کروں۔ سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ یہ آدم شریعت کو قائم کرے گا۔ اور دین کو زندہ کریگا"

(اربعین ۳ صفحہ ۲۵)

ب:۔ "سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ بن مریم ہوں میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر۔ جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دئے۔ اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایہ میں۔ سو ضرور ہے۔ کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔ اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴-۸۵)

۱؎ ۹۱ میں نے یہ عبارت نظر ثانی کیلئے حضرت کے حضور پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت اقدس ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہوئے۔ ہزار ہفتم کے سرے پر مبعوث ہوئے۔ اور آپ ہی اس ہزار ہفتم کے خاتم ہیں۔ جیسے آنحضرت صلعم ابدالاباد تک کیلئے خاتم ہیں۔ ۲؎ فرمایا۔ میں نے کہا تھا "یہی معنے" مگر درس نوٹ کرنے والے کی غلطی سے یہی لکھا گیا۔ جالندھری

(ج) "سورہ مرسلات میں ایک آیت ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرب قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے۔ کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد بست ہو جائے۔ یعنی سلسلہ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود ؑ اور مہدی معہود ہے۔ ظاہر ہو جائے۔ اور وہ آیت یہ ہے:۔ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۸ طبع دوم)

(د) "یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنے والا مسیح موعودؑ ہے۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ جب ایک سلسلہ کا آخر ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو عند العقل اس سلسلہ کی پیمایش ہو جاتی ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۹)

(ق) "مدت ہوئی۔ کہ ہزار ششم گذر گیا۔ اور اب قریباً پچاسواں سال اس پر زیادہ جا رہا ہے۔ اور اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۵ حاشیہ)

(س) "جعلنی اللہ اٰدم واعطانی کلما اعطی لابی البشر وجعلنی بروز الخاتم النبیین و سید المرسلین والسر فیہ ان اللہ کان قضی من الازل ان یخلق اٰدم الذی ھو خاتم الخلفاء فی اٰخر الزمان کما خلق اٰدم الذی ھو خلیفتہ الاول فی شرخ الاوان لتستدیر دائرۃ الفطرۃ ویشابہ الخاتمۃ بالفاتحۃ"

ترجمہ۔ لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا۔ اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں۔ اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔ اور بھید اس میں یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا۔ کہ اس آدم کو پیدا کرے گا۔ جو آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہوگا۔ جیسا کہ زمانہ کے شروع میں آدم کو پیدا کیا۔ جو اس کا پہلا خلیفہ تھا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ فطرۃ کا دائرہ گول ہو جائے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۸)

(س) "اس (اللہ تعالےٰ) کی یکتائی نے چاہا۔ کہ وہ انسان جو خلیفوں کا خاتم ہو۔ اس آدم کے مشابہ ہو۔ جو سب خلیفوں کا پہلا تھا۔ اور مخلوقات میں اول شخص تھا جس میں خدا نے روح پھونکی تھی۔ اور یہ اس لئے کیا۔ تا کہ نوع بشر کا زمانہ اس دائرہ کی طرح ہو جائے۔ جس کا آخری نقطہ اس کے پہلے نقطے سے مل جاتا ہے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۹)

ان تحریرات اور دیگر ایسی ہی تحریرات سے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ؓ نے وہی فرمایا۔ جو حضرت اقدس ؑ بتفصیل ذکر فرما چکے ہیں مگر ہمارے لاہوری دوست اسے "محمودی عقیدہ" قرار دے کر اعتراض کر رہے ہیں۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو ڈاکٹر صاحب جیسے بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر براہ راست حملہ کرتے ہوئے ذرا حجاب محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو آگے رکھ لیتے ہیں۔ اور اناپ شناپ لکھ مارتے ہیں۔ یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتب سے انہیں دور کی بھی نسبت نہیں۔ اور وہ ان کا مطالعہ نہیں کرتے۔ بہر صورت ایک احمدی کے لئے یہ بات نہایت افسوسناک ہے۔

پھر جناب ڈاکٹر صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کے مندرجہ بالا عقیدہ پر اعتراض تھا "پتہ نہیں لگتا۔ محمد رسول اللہ صلعم کہاں چلے گئے"۔ اس کے جواب میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"واتخذت روحانیۃ نبینا خیر الرسل مظھرًا من امتہ لتبلغ کمال ظھورھا وغلبۃ نورھا کما کان وعد اللہ فی الکتاب المبین فانا ذالک المظھر الموعود والنور المعھود فاٰمن ولا تکن من الکافرین"

ترجمہ۔ اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالےٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷-۱۸۰)

گویا یہ سارا ظہور اسی نور کامل کا ہے وبس۔ اب غالباً ڈاکٹر صاحب پر حقیقت منکشف ہو گئی ہوگی۔ کیا مجھے توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ آپ آئندہ ہمارے اس استدلال کے متعلق بھی کچھ خامہ فرسائی فرمائیں گے۔ جو کہ ہم ۱۳ر مارچ کے "الفضل" میں درود شریف کے الفاظ سے کر چکے ہیں؟

خاکسار ناچیز خادم اللہ دتا۔ جالندھری۔ قادیان دارالامان

جماعت احمدیہ لکھنؤ کے کارکن

پریذیڈنٹ سیٹھ خیر الدین احمد صاحب۔ جنرل سکریٹری، سکرٹری مال مرزا احسام الدین صاحب۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت سید اللہ غنی علی صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ مرزا کبیر الدین احمد صاحب۔ سکرٹری امور خارجہ بابو محمد عثمان صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ مولوی علی حسن صاحب۔ سیکرٹری اشاعت اخبارات بابو اصغر علی صاحب سب اوورسیر

جماعت احمدیہ الہ آباد کے کارکن

پریذیڈنٹ قاضی نذیر الدین صاحب رئیس بیلی گاؤن
جنرل سیکرٹری۔ سیکرٹری مال منشی محمد علی صاحب سوداگر چرمی
سیکرٹری تبلیغ۔ مولوی امیر الدین صاحب۔
" تعلیم و تربیت۔ بابو محمد عظیم خان صاحب۔
" امور عامہ و خارجہ۔ بابو عنایت اللہ خانصاحب ڈرافٹسمین

زمینداروں کو سرکاری امداد کی ضرورت

امسال بماہ پھاگن و چیت ہمارے علاقہ میں فصل گندم ایسی عمدہ اور خوشکن حالت میں تھی۔ کہ قیاس کیا جاتا تھا۔ زمیندار لوگ بہت کثرت سے غلہ جمع کریں گے۔ فصلوں کی ایسی اچھی حالت نے زمینداروں کو مجبور کر دیا۔ کہ فصل کی تیاری کی طرف پہلے سے بہت زیادہ متوجہ ہوں۔ چنانچہ چاہی علاقہ والوں نے فصل کی پرورش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور خوب آبپاشی کی۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت کہ فصلوں کو ایک قسم کا مرض جسے "کنگی" کہتے ہیں۔ لاحق ہو گیا۔ اس کے بعد جب فصل تیار ہو رہے تھے۔ اور پکنے کو آئے۔ تو ایک دو دفعہ خوب زور سے تیز تیز ہوا چلی۔ ان باتوں کا یہ اثر ہوا۔ کہ دانہ مردہ ہو گیا۔ اب جبکہ فصل کاٹنے کے دن آئے۔ تو آہستہ آہستہ لوگوں کو اس نقصان کا علم ہونے لگا۔ جوں جوں مزدوروں کو علم ہوا۔ کہ فلاں کھیت میں گندم کو بیل نہیں ہے۔ انہوں نے فصل کاٹنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ہمارے علاقہ میں رواج ہے کہ ہم لوگ فصل کاٹنے والوں کو کاٹے ہوئے فصل ہی سے ایک گٹھہ یومیہ فی مزدور دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں مزدور کو اس کی مزدوری نہیں مل سکتی تھی۔ چنانچہ کاشتکاروں نے ایک روپیہ یومیہ فی مزدور دے کر اپنے فصل اکٹھے کئے۔ اندازہ نقصان کاشت کے لحاظ سے پچاس فی صدی سے پچھتر فی صدی تک ہے کاشتکاروں کو اگر معقول پیمانہ پر امداد دینے کا گورنمنٹ نے انتظام نہ کیا۔ تو ان لوگوں کی بربادی میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ حالت تو ہوئی چاہی علاقہ کی۔ بارانی علاقہ میں خشک سالی کے باعث فصل بوئے ہی نہیں گئے۔ اور کہیں شاذ و نادر بوئے گئے تھے۔ تو وہ اُگے ہی نہیں۔ اور کہیں کوئی دانہ پھوٹ نکلا۔ تو وہ شگوفہ پکنے ہی نہیں پایا۔ جن لوگوں نے بڑی مشقت کی۔ اور اپنی طرف سے انسانی چارہ میں کوئی کمی نہ کی۔ اور کوئی پودہ پک نکلا۔ تو انہوں نے ناخنوں سے فصل کو زمین سے چنا۔ مثال کے طور پر دانہ زید کا وغیرہ کا علاقہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

ان حالات میں بیچارے زمیندار گورنمنٹ کی خاص امداد کے محتاج ہیں۔ گورنمنٹ کو ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے (چوہدری) شکر اللہ خاں۔ عزیز۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

(الفضل) زمیندار طبقہ حکومت کے لئے سب سے مفید اور فائدہ بخش طبقہ ہے۔ حکومت کو بہت بڑی آمدنی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ فوجی خدمات بجا لانے میں تو پنجاب کا زمیندار طبقہ سارے ہندوستان میں مثال نہیں رکھتا پس گورنمنٹ کو مصیبت کیوقت ان لوگوں کی ضرور امداد کرنی چاہیئے۔

نمونہ مفت طلب کرو

منجن خوشبودار سُرمہ منظور نظر

قیمت فی شیشی ۱۲ ؍ قیمت فی تولہ پانچ روپے

جن اصحاب کو ضرورت ہو۔ چار آنے (۴؍) کے ٹکٹ بھیجکر بطور نمونہ صرف ایک دفعہ مفت منگا کر تجربہ کریں ✣

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہ

کمال فائدہ کیا

"ایک شیشی عرق طحال بذریعہ وی۔پی ارسال کریں ایک بوتل پیشتر بھی آپ سے لایا تھا جس نے کمال فائدہ کیا"

(جناب) محمد جان (صاحب) ہیڈ ماسٹر ازساہنا۔

"میں تاپ تلی کے تمام مریضوں کو پُرزور مشورہ دیتا ہوں کہ عرق طحال کو استعمال کرکے فائدہ اٹھائیں۔ انشاء اللہ یہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ میں نے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کیلئے منگوا کر بارہا اس کا تجربہ کیا ہے۔"

(جناب شیخ) محمد حسین (صاحب) سب جج صاحب بہادر چونیاں (لاہور)

قیمت فی شیشی ۱۲؍ تین شیشی یکمشت ۲؍ خرچ وی پی بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال نمبر (۱) وزیرآباد (پنجاب)

تجارات

15 مہینوں میں اوورسیر

کلاس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ فوراً پرنسپل سندھ انجنیرنگ کالج سکھر کو مفت پراسپکٹس کے لئے لکھیں ✣

بیکار دوست

فوراً میرے ساتھ خط وکتابت کریں۔ اور گھر بیٹھے ہی کم از کم ایک سو روپیہ ماہوار آسانی سے کما سکنے کا ڈھنگ سیکھ لیں۔ بیکاروں کے سوا ملازمت پیشہ اور تاجر پیشہ دوست بھی ضرور فائدہ اٹھائیں۔ جواب کے لئے ۱؍ کے ٹکٹ بھیجنے ضروری ہیں ✣

مہتمم احمدیہ ڈواکگھر قادیان

مشین بادام روغن

ملکی صنعت کا قابل دید نمونہ

خوبصورت۔ مضبوط۔ کم وزن۔ چلنے میں ہلکی۔ علاوہ بادام روغن کے روغن گری۔ کدو۔ تربوز۔ ککڑی۔ خشخاش وغیرہ معنی اور زیادہ مقدار میں نکالے جاسکتے ہیں۔ حکیموں۔ عطاروں کے علاوہ ہر گھر میں اس مشین کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت مشین بمعہ خاص ڈبل درجہ ڈبل ملنے علاوہ محصولڈاک

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ پنجاب

تحایف پشاور

مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی وپشاوری لنگیاں اور مشہدی رومال۔ لیڈی سوٹ کے مشہدی فناویز کلاہ پشاوری وبخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں۔ مال پسند نہ آنے پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی۔ یا اس کے بدلے حسب منشا خریدار کو دوسری چیز دیجائیگی۔

المشتھر:۔ غلام حیدر میاں محمد احمدی جنرل مرچنٹ بازار کریم پورہ پشاور

تحفہ جات کشمیر جنت نظیر

پیارے ناظرین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دنیا میں اس وقت ایجنسیوں۔ دکانوں۔ کوٹھیوں کی کمی نہیں ہے۔ براہ کرم ایک دفعہ بطور آزمایش کے ذیل کی چیزوں میں سے کوئی چیز منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ ناپسند ہونے پر ایجنسی علانیہ واپس لینے کے لیے تیار ہے

فہرست ایجنسی مفت

کمبل نو ایجاد ۱۹۲۸ء نہایت خوبصورت ۳ × ۱½ گز وزن ایک سیر پختہ مع محصولڈاک ۲؍ زعفران خالص نمبر ۱ ۔ فی تولہ۔ گل بنفشہ خشکی نمبر ۱ ۔ خالص فی سیر پختہ نمبر ۱ ۔ نمبر ۲ ۔ زیرہ سیاہ فی سیر پختہ ۔ سلاجیت گلگتی فی تولہ ۸؍ زعفران خالص درجہ اول فی تولہ ۔ بہیدانہ خالص (سیر گیہ) فی سیر پختہ ۔ اجوائن خراسانی یعنی بذرالبنج فی سیر پختہ ۔ ممیرا چینی نمبر ۱ ۔ نمبر ۲ ۔ فی تولہ جدوار خطائی خالص ۔ فی تولہ چائے سبز ۔ افتیمون فی سیر پختہ ۔ مغز بادام شیریں فی سیر پختہ ۔ مغز بادام تلخ فی سیر پختہ ۔ مغز اخروٹ فی سیر پختہ ۸؍ دنداسہ اخروٹ فی سیر پختہ ۸؍

مندرجہ بالا اشیاء بذریعہ وی۔پی یا پارسل ارسال خدمت ہوں گی۔ محصولڈاک علاوہ ہوگا۔ تاجران کے لئے خاص رعایت ہے۔ جو اشیاء ناپسند ہوں۔ واپس کر سکتے ہیں ✣

المشتھر

محمد نصر اللہ خاں احمدی منیجر مسلم ہند ایجنسی بڑی پل کشمیر آنت ناگ کشمیر

حبّ اطہرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گرجاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہوکر مرجاتے ہوں۔ (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ جن کے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو۔ جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمر درد رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گودبری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے قیمت فی تولہ ؍ تین تولہ کیلئے محصولڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت ✣

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خوردہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہوجاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲؍

المشتھر۔ نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

غرض قیام اللیل انسان کے لئے بڑا مفید ہے (۱) اس لئے کہ رات کی دعائیں خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں۔ اور نفس پر قابو ملتا ہے۔ رات کا اُٹھنا نفس کو خیالات اور افکار سے آزاد کر کے خدا کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ سکون کی وجہ سے زیادہ آسانی سے توجہ قائم ہو جاتی ہے۔ پھر اس لئے بھی رات کا اُٹھنا مفید ہے۔ کہ دل اور زبان میں موافقت پیدا ہو جاتی ہے۔ دن کے وقت ایک انسان نماز پڑھتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ لوگ مجھے نماز پڑھتا دیکھیں اس طرح اس میں ریا پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر رات کو اسے کون دیکھیگا ۔

اس کا یہ بھی مفہوم ہے۔ کہ (۱) رات کے خواطر دن کے خواطر سے اچھے ہوتے ہیں۔ یا (۲) رات کو اُٹھ کر عبادت کرنا دن کی عبادتوں سے زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔ نفس کو درست کرنے کے لئے (۳) پھر یہ مفہوم ہے کہ رات کو عبادت کے لئے اٹھنے والا زیادہ بہتر طور پر اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہے۔ اس کی نسبت جو رات کو نہیں اُٹھتا ۔

رات کو اُٹھنا انسان کے اندر نشاط پیدا کرتا ہے۔ اور اس کی دعا کو قبولیت کے زیادہ قریب کر دیتا ہے۔ اس کی دعائیں زیادہ عمدگی سے قبول ہوتی ہیں۔ اور زیادہ اثر رکھتی ہیں۔ اسی طرح اس وقت کا ذکر زیادہ اثر رکھتا ہے ۔

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝

دن کے وقت تجھے بہت شغل اور بہت کام ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے وہ اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ جو رات کی گھڑیوں میں حاصل ہوتا ہے ۔

سبح کے معنے تیرنے کے ہوتے ہیں۔ مگر جب کوئی انسان حصول معاش میں لگتا ہے۔ تو اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کرتے ہیں (۲) کسی کام سے فارغ ہو جانے کے معنوں میں بھی آتا ہے (۳) منتشر ہو جانے کے معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ سبح القوم۔ قوم منتشر ہو گئی۔ تو فرمایا:۔ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا۔ کہ دن کو تو متفرق کاموں میں لگا رہتا ہے (۲) دوسرے شغلوں میں مشغول رہتا ہے (۳) ایسے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ جو خدا کی خالص عبادت کے نہیں ہوتے۔ اس لئے خدا تعالیٰ سے پورا فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہیں چاہیئے رات کے وقت خدا کے حضور جاؤ۔ اور وہاں سے فیض حاصل کرو۔ اور پھر لوگوں تک اسے پہنچاؤ۔ کیونکہ رات کا وقت اثر حاصل کرنے کا خاص وقت ہے۔ گویا رات کو الٰہی فیضان جذب کرنا چاہیئے۔ اور دن کے وقت اسے لوگوں تک پہنچانا چاہیئے ۔

بقیہ رکوع اوّل

(۲۲ اپریل [illegible])

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِ[illegible]لًا ۝

اور اپنے رب کا نام لے۔ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْ[illegible]

منقطع ہو کر جھک جا۔ تبتل کے معنی ہیں کٹ جانے کے۔ تبتل الیہ کے معنی ہیں۔ دوسروں سے قطع تعلق کر کے اس کی طرف چلا جا ۔

چونکہ اکثر لوگوں نے روحانی معاملات کی اصل حقیقت کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ اس لئے نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ صدقہ وخیرات اور جہاد وغیرہ اعمال کے وہ نتائج ان کو حاصل نہیں ہوتے۔ جو حاصل ہونے چاہئیں۔ جو بات خدا تعالیٰ مومن سے چاہتا ہے۔ اور جو تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا میں بیان کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دنیا کے اور کام بھی کئے جائیں۔ خواہ وہ دین سے تعلق رکھتے ہوں یا دنیا سے۔ مگر خدا کا نام ضرور لو۔ اور تمہاری حالت تبتل کی ہو۔ یعنی دنیا کے تمام تعلقات سے منقطع ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ ۔

دیکھو! خدا تعالیٰ ایک طرف تو یہ فرماتا ہے۔ کہ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا۔ تمہارے لئے اور بہت سے کام ہیں۔ مگر دوسری طرف یہ فرماتا ہے۔ کہ سب سے کٹ کر خدا کی طرف جھک جانا چاہیئے۔ اب اور کاموں سے کٹ جانے کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا۔ کہ ان کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ اور نہ اس بات کا خدا تعالیٰ مطالبہ کرتا ہے۔ ہاں ایک رنگ کے قطع تعلق کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک صوفی نے خدا تعالیٰ سے روحانی تعلق اور اس کے تقویٰ کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ دست در کار و دل بایار۔ کہ ہاتھ تو کام میں لگے ہوں۔ مگر دل خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ پس تبتل کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ دنیا سے بالکل انقطاع کر لیا جائے۔ یہ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا۔ اور ایسا انقطاع نیکی نہیں۔ بلکہ بزدلی ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا کو چھوڑتا ہے۔ وہ اس لئے چھوڑتا ہے۔ کہ ڈرتا ہے۔ اگر اس کی طرف گیا۔ تو وہ اسے اپنی طرف کھینچ لیگی۔ ایسا انسان بزدل ہوتا ہے۔ اور کوئی بزدل خدا تعالیٰ کا مقرب نہیں ہو سکتا۔ روحانیت میں کوئی انسان جتنی ترقی کرتا ہے۔ اتنی ہی اس میں جرأت اور دلیری ترقی کرتی ہے۔ بے شک خشیۃ اللہ اس کے دل پر حاوی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا خوف اس پر طاری ہوتا ہے۔ جسے دیکھ کر بعض اوقات نادان سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بزدل ہے۔ مگر حقیقی جرأت اور دلیری کے وقت اسے ایسا دلیر پاتے ہیں۔ کہ اس کی دلیری کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ۔

لکھا ہے۔ جب آندھی آتی اور بادل گرجتے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گھبرا جاتے۔ مگر یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کہ جب احد کی جنگ کے موقعہ پر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور صحابہؓ آپ سے جدا ہو گئے۔ اور آپ چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں آ گئے تو آپ کو ذرا بھی خوف نہ پیدا ہوا۔ اور حنین کی جنگ میں تو صحابہ نے چاہا بھی۔ کہ آپ کو پیچھے ہٹالیں۔ مگر اس نہایت نازک موقع پر آپ نے کہا۔ چھوڑ دو میرے گھوڑے کی باگ کو۔ اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ کہ میں خدا کا سچا نبی ہوں۔ اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ ایسا وقت تھا جب مسلمان بھاگ رہے تھے۔ اور آپ ایسی جگہ پر تھے کہ دشمنوں کا ایک ایک تیر آپ پر پڑ سکتا تھا۔ آپ نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اور آگے بڑھتے گئے۔ ایسی خطرناک حالت میں آپ کا دشمنوں کی زد کے نیچے جانا ایک ایسا فعل تھا جس کے متعلق خیال ہو سکتا تھا

وصیتیں

نمبر ۲۶۰۰: ۔ میں محمد یوسف علی ولد احمد علی احمدی قوم راجپوت ساکن منڈیر نیچلی ۔ ڈاکخانہ لوہٹہ افغانہ تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے ۔ اسوقت میری ماہوار آمد ۔ روپیہ ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ میرے مرنے کے بعد میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد بقلم خود محمد یوسف علی احمدی سگنیلر ہیڈ مبانوالہ ضلع سیالکوٹ ۔ گواہ شد محمد یوسف علی ہیڈ ماسٹر پورنڈل سکول شتاری حال وارد قادیان ۔ گواہ شد ۔ فتح محمد مدرس چک ۵/۱۲ ضلع منٹگمری ۔ حال وارد قادیان ۱۹۲۸ء

نمبر ۲۶۸۴: ۔ میں عائشہ زوجہ میاں عطاء اللہ قوم کشمیری عمر ۱۴ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ ۔ جولائی ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد صرف مہر ہے جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے ۔ زیور تقریباً ۱۰۰ روپیہ کی مالیت کا ہے جو میرے خاوند نے گرو رکھا ہوا ہے ۔ مہر اور زیور کے وصول ہونے پر میں اس کا ۱/۱۰ حصہ بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرا دونگی اگر میری وفات پر کوئی جائداد ثابت ہو ۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ ۳۱ بقلم خود عائشہ بیگم ۔ گواہ شد عبد الرحمن مصری گواہ شد عطاء اللہ بقلم خود خاوند موصیہ ۔

نمبر ۲۶۸۹: ۔ میں [illegible] بی بی زوجہ حکیم عبد العزیز احمدی قوم پیرزادہ قریشی عمر ۲۵ سال ساکن فیروزپور شہر ضلع فیروزپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری موجودہ جائداد زیور قیمتی ۱۲۵ ۔ جائداد اس کے ۳ بیگھہ اراضی واقعہ موضع گوبندکے ضلع گجرات ۔ اسی طرح مہر النساء ۱۰۰۰ روپیہ ہے ۔ اس کل جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو ۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں قبل از وفات کوئی رقم بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں ۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی ۔ فقط رحمت بی بی موصیہ بقلم خود ۔ گواہ شد حکیم عبد العزیز شوہر موصیہ گواہ شد محمد عبد الصمد کلرک قلعہ میگزین فیروزپور ۔

نمبر ۲۷۲۳: ۔ میں یوسف علی ولد شیخ غلام مرتضیٰ صاحب قوم شیخ قانونگو ساکن ترڑوالہ بانگر حال وارد قادیان ۔ تحصیل و ضلع گورداسپور ۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ۔ میری ماہوار آمد مستقل ۷۰ روپیہ ہے اور الاؤنس ۱۰ روپیہ ماہوار ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بعد وصیت (حصہ آمد) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ اور میری وفات کے بعد جسقدر میرا متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک و قابض بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ گواہ شد غلام احمد مجاہد مولوی فاضل گواہ شد محمد طفیل احمدی ٹیچر مدرسہ احمدیہ ۱۹۲۸ء

نمبر ۲۷۵۹: ۔ میں الہ بخش ولد عبد العزیز قوم جٹ کاہلوں ساکن کھیوہ والی تحصیل ناروال ضلع سیالکوٹ ۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ۔ ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر متروکہ ثابت ہو ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط المرقوم ۲۹/۱۲/۲۷ ۔ العبد موصی مولا بخش ولد عبد العزیز حال ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول ۸۰/۲۳ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور ۔ گواہ شد سردار امیر محمد خان تمندار قیصرانی ۔ آنریری مجسٹریٹ سیکنڈ کلاس کوٹ قیصرانی ڈیرہ غازیخان حال وارد قادیان ۲۹/۱۲/۲۷ ۔ گواہ شد غلام رسول سکرٹری انجمن احمدیہ کھیوہ والی تحصیل ناروال ضلع سیالکوٹ بقلم خود ۔

نمبر ۲۷۸۹: ۔ میں سکینہ بی بی بیوہ عنایت خان قوم جٹ ساکن دولت پور تحصیل پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری موجودہ جائداد زیورات قیمتی للعلہ روپیہ کے ہیں ۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ اور آئندہ جو جائداد ہوگی ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں ۔ لہٰذا یہ تحریر لکھدی ہے ۔ کہ سند رہے ۔ ۳۱ ۔ دسمبر ۱۹۲۷ء ۔ العبد سکینہ بی بی بیوہ عنایت خان ۔ گواہ شد تاج محمد سفید پوش برادر حقیقی موصیہ گواہ شد نذیر احمد پسر موصیہ ۔ گواہ شد محمد اکرم خان چک مجید حال وارد دولت پور ۔

نمبر ۲۸۱۳: ۔ میں احمد سرید ولد دیرو ساتی گو قوم منس ۔ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت جون ۱۹۲۶ء ساکن جوک جاکارتا ۔ ڈاکخانہ و تحصیل خاص ضلع کولن پراگو ملک جاوا ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۔ مارچ ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ۔ ماہوار آمد درحمت روپیہ ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ نیز میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط ۱۲/۳/۲۸ ۔ العبد احمد سرید موصی ۔ گواہ شد احمد نور الدین سماٹری متعلم مولوی فاضل کلاس قادیان ۔ گواہ شد عبد الرحمن مدرس ۔ مدرسہ احمدیہ قادیان ۔

نمبر ۲۸۱۶: ۔ میں عبد العزیز ولد محمد صالح اخوند پیشہ ملازمت عمر ۲۶ برس ۳ ماہ ۔ بیعت اپریل ۱۹۲۵ء ساکن مٹاری تحصیل ہالہ ضلع حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ ۔ اپریل ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ۔ میری ماہوار آمد ۸ روپیہ ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوا کریگی ۔ اس کا ۱/۸ حصہ بعد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ نیز میری وفات کیوقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو ۔ اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک و قابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ فقط ڈاکٹر عبد العزیز سول ہاسپٹل حیدرآباد سندھ ۔ حال رخصتی وارد قادیان ۔ گواہ شد خاکسار یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان گواہ شد فخر الدین احمدی ۔ ملتانی بقلم خود ۔

نمبر ۲۸۱۷: ۔ میں عظمت بی بی زوجہ محمد مستقیم شیخ عمر ۱۹ سال ساکن بٹرو ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۱۲/۴/۲۸ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ (۱) میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہوگی ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ (۲) میری موجودہ جائداد زیور طلائی اور نقرئی تقریباً ۷۰ روپیہ اور مہر ۳۰۰ روپیہ ہے ۔ ابھی میرے خاوند نے ادا نہیں کیا ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ (۳) اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں بطور حصہ وصیت جائداد مذکورہ بالا داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں ۔ تو وہ رقم اس جائداد کے حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی ۔ نقط العبد عظمت بی بی زوجہ محمد مستقیم ۔ گواہ شد عظمت اللہ احمدی گواہ شد محمد مستقیم خاوند موصیہ ۔

نمبر ۲۸۳۰: ۔ میں عبد العزیز ولد شیخ غلام نبی صاحب قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت ۱۹۱۰ء ساکن موضع لتھیارہ تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ حال ملازم فیروزپور ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۔ مارچ ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اس وقت میری ۵۰ گھماؤں اراضی واقعہ موضع لتھیارہ میں ہے جس میں سے تقریباً نصف حصہ دوسروں کے پاس رہن باقبضہ ہے ۔ میری ماہوار تنخواہ الصلہ روپیہ ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بعد وصیت بطور حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ میری وفات کے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو ۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت کروں ۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا ۔ فقط العبد موصی عبد العزیز بقلم خود ۔ گواہ شد محمد عبد اللہ کلرک قلعہ میگزین فیروزپور شہر ۔ گواہ شد محمد عثمان کلرک قلعہ میگزین فیروزپور شہر ۔

نمبر ۲۸۳۹: ۔ میں جلال الدین ولد میاں نور محمد قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن فیروزپور ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۔ مارچ ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری ملکیت ایک مکان خام واقعہ موضع جنڈالہ تحصیل پھلور ضلع جالندھر قیمتی تقریباً ایک ہزار روپیہ ہے میری ماہوار تنخواہ وحلعہ ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بعد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ نیز میری وفات کے بعد جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت کر کے رسید حاصل کر لوں ۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا ۔ ۲۳ ۔ مارچ ۱۹۲۸ء العبد جلال الدین موصی ۔ گواہ شد محمد عبد الستار کلرک قلعہ میگزین فیروزپور گواہ شد علی محمد بقلم خود ملازم قلعہ فیروزپور ۔

نمبر ۲۵۹۲: ۔ میں مقصودہ بیگم زوجہ پیر محمد زمان شاہ صاحب سید عمر ۲۲ سال ساکن داتہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ سرحد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۔ اپریل ۱۹۲۷ء کو اپنی جائداد و متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں ۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی ۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ مہر مبلغ دو ہزار روپیہ ۔ زیور طلائی ۵ ۔ تولہ ۔ سنگر مشین ۔ برتن پختہ جو والدین کی جانب سے شادی کے موقعہ پر جہیز میں ملے ہیں ۔ العبد مقصودہ بیگم احمدی بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ پیر محمد زمان شاہ احمدی وکیل مانسہرہ بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ سید محمد مقصود علی احمدی بقلم خود ۔

ہندوستان کی خبریں

—— مدراس ۶ ۔ مئی ۔ ایک شخص نے مدورا میں یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے ۳۵ لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ پیش کیا ہے بشرطیکہ حکومت پچاس لاکھ روپیہ دے ۔ اس شخص کا نام سر منتھیا چیٹی بتلایا جاتا ہے ❊

—— گوجرانوالہ ۶ ۔ مئی ۔ موضع منتھی والہ کے سکھوں اور مسلمانوں میں اذان اور سنکھ کے معاملہ پر تنازعہ ہو گیا ۔ پولیس نے ۸ مسلمانوں اور ۸ سکھوں کا زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری چالان کر دیا ہے ۔ لیکن ملزم ضمانت پر رہا ہیں ۔ مصالحت کی کوشش کی گئی ۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی ❊

—— راولپنڈی ۵ ۔ مئی ۔ ۴ مئی کو ایک برات موضع دھمیال سے سید کیراں روانہ ہوئی ۔ جب مہمانوں کے مکان پر پہونچے ۔ تو آتشبازی شروع ہوئی ۔ ایک تنگ گلی میں پہونچے تو اتفاقاً آتشبازی کے تمام ذخیرے کو آگ لگ گئی ۔ ہجوم زیادہ تھا ۔ بھاگنے کو راستہ نہ ملتا تھا ۔ ۵ آدمی اسی جگہ جل کر ہلاک ہو گئے قریباً پچاس سخت مجروح ہوئے ۔ جن میں سے دو ہسپتال کے راستہ میں مر گئے ۔ دولھا تو بچ گیا ۔ لیکن اس کا چچا اور بھائی آتش بازی کی نذر ہو گئے ❊

—— پشاور ۴ ۔ مئی ۔ بلدیہ پشاور کے موجودہ ارکان کی میعاد ۱۴ ۔ مئی کو ختم ہونے والی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یکم اگست ۲۸ء سے بلدیہ پشاور میں طریق انتخاب کا نفاذ ہو جائیگا ❊

—— بمبئی ۵ ۔ مئی ۔ یورپ کے ایک قوی ہیکل پہلوان ”جس پیٹرس“ نے پنجاب کے مشہور رستم زمان گاماں پہلوان کو کشتی لڑنے کا چیلنج دیا ہے ۔ اس نے لکھا ہے ۔ کہ میں برلن ۔ پیرس اور وائنا وغیرہ میں زبسکو کو کئی بار گرا چکا ہوں ۔ اگر گاماں کو کوئی گھمنڈ ہے ۔ تو مجھ سے کشتی لڑے ❊

—— دہلی ۸ ۔ مئی ۔ آج ڈپٹی کمشنر نے ایک ہزار روپیہ قاضی عبد الرشید کے جنازہ پر ہونے والے فسادات کے ہندو مصیبت زدگان کے درمیان تقسیم کیا ۔ یہ روپیہ مسلمانوں نے فراہم کر کے دیا تھا ❊

—— لاہور ۸ ۔ مئی ۔ سائمن کمیشن کی آزاد مشترکہ کانفرنس میں شمول کے لئے پنجاب کونسل کے ارکان کی جو کمیٹی مقرر کی جانے والی ہے ۔ وہ غالباً حسب ذیل ارکان پر مشتمل ہو گی (۱) ملک فیروز خان ۔ نون (۲) چوہدری ظفر اللہ خان (۳) کپتان سکندر حیات خان (۴) راجہ نریندر ناتھ (۵) ڈاکٹر گوکل چند نارنگ ۔ (۶) سردار اجل سنگھ (۷) مسٹر اردن رابرٹس اگر ملک فیروز خان نون نے اپنا نام واپس لے لیا ۔ تو سید محمد حسین یا سر محمد اقبال کمیٹی کی رکنیت قبول کریں گے ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ آنریبل مسٹر منوہر لال وزیر تعلیمات نے اپنا نام واپس لے لیا ہے اور کمیٹی کی رکنیت سے دستبردار ہو گئے ہیں ❊

—— پٹنہ ۸ ۔ مئی ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے ۔ کہ قصبہ ساہورا بہار پولیس سٹیشن میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین فساد رونما ہوا جس کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ہندوؤں نے ایک مسجد کے پاس سے گذرتے وقت مسلمان نمازیوں پر خشت باری کی ❊

—— اعلیٰحضرت میر عثمان علی خان بہادر شہریار دکن نے ڈچ بلی کے دار المجذومین (وہ مکان جہاں جذام کے مریض رہتے ہیں ۔ اور ان کی خبر گیری کی جاتی ہے ۔) کو تین ہزار روپیہ کی رقم بطور امداد مرحمت فرمائی ہے ❊

—— لاہور ۸ ۔ مئی ۔ جے چند کے قتل کے سلسلہ میں جس کی لاش لاہور سے ۲۰ میل شمال کی جانب ایک نہر میں بہتی ہوئی پائی گئی تھی ۔ پولیس نے سیٹھ رام پرشاد مقامی رئیس و آنریری مجسٹریٹ کو گرفتار کر لیا ۔ لیکن علالت کی بنا پر پانچہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا ❊

—— لدھیانہ ۷ ۔ مئی ۔ مقامی میونسپلٹی نے اپنے قواعد محاصل میں ترمیم کر دی ہے ۔ اور کھدر پر جو چنگی تھی ۔ وہ موقوف کر دی گئی ہے ❊

—— سیے پور (دربھنگہ) میں بڑے زور سے اولے پڑے ۔ ایک اولے کا وزن کیا گیا ۔ تو سوا آدھ سیر سے زیادہ نکلا ❊

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۴ ۔ مئی ۔ بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ ”مادر ہند“ کی مصنفہ مس میو موسم سرما میں پھر ہندوستان جا رہی ہیں ۔ ”مادر ہند“ کی ایک لاکھ جلدیں صرف امریکہ میں فروخت ہو چکی ہیں ۔ جرمن ایڈیشن بھی عنقریب اشاعت پذیر ہونیوالا ہے ۔

—— ماسکو ۵ ۔ مئی ۔ شاہ افغانستان نے آج صبح روس کے ایک عظیم الشان کارخانہ پارچہ بافی کا معائنہ فرمایا ۔ شام کو آپ نے ملکہ معظمہ کی معیت میں سرخ افواج کے صدر مقام کا ملاحظہ فرمایا ۔ جہاں انقلابی جنگی کونسل کے صدر ووروشیلاف سے بھی ملاقات کی ۔ اس کے بعد آپ نے ایک نمائش کی سیر کی جو محض افغانی عجائبات کے لئے مخصوص تھی ۔ آج شام کو سفارت افغانیہ میں خیر مقدم کی رسم ادا کی گئی ۔ آپ نے لینن کی قبر پر افغانی جھنڈے سے علیحدہ ہو کر پھول چڑھائے ❊

—— طہران ۳ ۔ مئی ۔ غیر ملکی امتیازات و مراعات کی منسوخی کا قانون جس سے ملکی رعایا اور بعض حکومتوں کے سابق معاہدے منسوخ ہو جاتے ہیں ۔ ۱۰ ۔ مئی کو نافذ ہو جائیگا ۔ اس تقریب پر خوشی منانے کے لئے حکومت نے اس دن عام تعطیل کر دی ہے ❊

—— روسی اخبار ”اسفوطیا“ کی ذمہ داری پر الاہرام قاہرہ رقمطراز ہے ۔ کہ افغانستان اور ہندوستان کی سرحد پر حکومت ہند آج کل زبردست استحکامات جدید طیار کر رہی ہے ۔ کئی نئے مورچے اور چوکیاں قائم کی گئی ہیں ۔ اور پرانے استحکامات کو اور مضبوط بنایا جا رہا ہے ۔ ہوائی جہازوں کا ایک طاقتور بیڑا ابھی سرحد پر بھیج دیا گیا ہے ❊

—— مسلمانان فلسطین نے فلسطین کے عیسائی مبلغین کی مخالف اسلام سرگرمیوں سے متاثر ہو کر شاہ جارج پنجم کے نام حسب ذیل احتجاجی تار ارسال کیا ہے :۔

”فلسطین کے عیسائی مبلغین کی تازہ بدزبانیوں اور اسلام اور شارع اسلام کی علانیہ توہین نے مسلمانوں کے دلوں میں سخت جوش اور ہیجان پیدا کر دیا ہے جس سے فلسطین اور تمام مشرق میں فتنہ پیدا ہونے کا شدید خطرہ ہے ۔ ہمیں افسوس ہے ۔ کہ اس وقت جو کچھ ہمیں مل رہا ہے ۔ یہ اس کے بالکل خلاف ہے ۔ جو آپ کی حکومت نے اس وقت دینے کا وعدہ کیا تھا ۔ جب وہ عرب کے دوست کی حیثیت سے فلسطین میں داخل ہوئی تھی ۔ اگر آپ نے ان بدزبانیوں کا انسداد نہ کیا ۔ تو مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہونگے ۔ کہ انہیں فریب دیا گیا ۔ اور انہوں نے نادانستہ طور پر اپنی آستین میں ایک زبردست زہریلے سانپ کی پرورش کی ۔ جو بالآخر انہی کو ہلاک کرے گا ۔ مسلمان ان حالات پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے ۔ ہماری التجا ہے ۔ کہ ہمارے جذبات کے ہیجان کو فرو کرنے کے لئے ڈاکٹر موٹ اور اس کے رفقاء کار کو فوراً نکال دیا جائے ❊

—— شنگھائی ۷ ۔ مئی ۔ بیٹنن فوس جاپانیوں نے چینیوں پر گولیاں وغیرہ چلانے کا جو فعل کیا ہے ۔ اس کے خلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے یہ قرار پایا ہے ۔ کہ ایک دن ایسا مقرر کیا جائے ۔ جب ہر جگہ ہڑتال کی جائے ۔ اور جاپانیوں کے خلاف مظاہرے کئے جائیں ۔ اس امر کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ کہ جاپان سے اقتصادی تعلقات منقطع کر لئے جائیں ❊

—— ماسکو ۷ ۔ مئی ۔ سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ ممالک خارجہ میں جو یہ اطلاعیں اشاعت پذیر ہوئی ہیں ۔ کہ تاجدار افغانستان نے روس کے ساتھ فوجی معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔ بالکل غلط ہیں ۔ آپ نے نہ تو اس قسم کی کسی تجویز کو شرف قبولیت بخشا ۔ اور نہ اسے مسترد کیا ۔ کیونکہ اب تک اس قسم کی کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی ۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ❊

چونکہ حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ زملونی زملونی مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ کپڑا اوڑھا دو۔ اس لئے مزّمل کے معنی کرتے ہوئے لوگوں کا ذہن اس حدیث کی طرف گیا ہے۔ مگر جب ہم عربی لغت دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان تین حروف ز۔ م۔ ل میں جمع کرنے یا اٹھانے کے معنے پائے جاتے ہیں اور کپڑے سے انہیں تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ قبیلہ کو زملہ کہتے ہیں اور زمل القوم بھی مستعمل ہوتا ہے۔ تو ان الفاظ میں اٹھانے۔ لینے۔ کسی کے پیچھے چل پڑنے اور کسی چیز کو جمع کر لینے کے معنے پائے جاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ان کا کوئی ایسا مادہ نہیں۔ جس میں کپڑا اوڑھنے کا مفہوم پایا جاتا ہو۔ کپڑا اوڑھنے کے معنی اتحاد اور اشتراک کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ کپڑا جسم کے ساتھ لپیٹا جاتا ہے۔ مگر دراصل مزّمل کے معنی ہیں جس نے کچھ اکٹھا کرنا اور جمع کرنا ہو۔ اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اے وہ شخص جو قوموں کو جمع کرے گا۔ اور گرے ہوؤں کو اٹھائیگا گویا اصل معنی مزّمل کے یہی ہیں۔ کہ اے قوموں کے جمع کرنے والے اور مختلف نسلوں کو اکٹھا کرنے والے ؂

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۗ

چنانچہ یہ مضمون بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ آگے طریق بتایا۔ کہ کس طرح یہ نبی قوموں کو جمع کرے گا۔ خدا تعالیٰ کے آگے دعائیں کر کے۔ اس کے حضور گڑگڑا کر۔ اور زاری کر کے ؂

فرمایا:۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ اے وہ شخص جس نے قوموں کو جمع کرنا ہے لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ کھڑا رہ رات کو سوائے تھوڑے عرصہ کے۔ نصف اس کا۔ یا کہ اس سے بھی کچھ کم کر دو۔ یا زیادہ کر دو اور قرآن خوب اچھی طرح پڑھ۔

اِلَّا قَلِيْلًا کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ۔ یعنی راتیں عبادت میں گذارا کرو۔ مگر بعض راتیں جبکہ انسان بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی اور مجبوری پیش ہو۔ اس وقت عبادت نہیں کر سکتا۔ اس لئے بعض راتوں کا استثناء کر دیا گیا۔ چونکہ یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہ راتوں کو عبادت کرو۔ اس لئے اگر کوئی استثناء نہ رکھا جاتا۔ تو پھر مشکل پیش آتی۔ اب یہ سہولت رکھ دی۔ کہ ایسی حالتوں میں اگر عبادت نہ کر سکو۔ تو کوئی گناہ نہیں ؂

یا اِلَّا قَلِيْلًا کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ رات کو تھوڑا جاگو۔ آگے اس کی تشریح کر دی۔ کہ نصف رات یا اس سے کم یا زیادہ ؂

حضرت خلیفۃ المسیح اول [illegible] آیت کے متعلق اپنا مذہب بتایا کرتے تھے۔ جو میرے نزدیک بھی صحیح [illegible] تے۔ لوگوں نے اس آیت کے غلط معنی سمجھے ہیں۔ وہ رات کے سو[illegible] نصف یا اس سے کم یا زیادہ مراد لیتے ہیں۔ مگر یہ ساری رات [illegible] ج کے غروب ہونے سے شروع ہوتی۔ اور طلوع ہونے پر ختم [illegible] تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ نصف رات جاگو۔ دوسری یہ کہ نصف سے کم جاگو۔ تیسری یہ کہ نصف سے زیادہ جاگو۔ ان تینوں صورتوں پر عمل کرنے والا عبادت کرنے والوں میں شامل ہوگا۔ مگر اس کا جاگنا عبادت کا جاگنا ہو۔ نہ کہ بدکاری اور بداعمالی کے لئے۔ آپ فرماتے۔ اگر کوئی رات کو نماز کے لئے انتظار کرتا ہے۔ تو بھی قُمِ الَّيْلَ میں شامل ہے۔ مغرب سے لے کر سورج کے نکلنے تک کے اوقات کو لے لیں۔ تو ان میں رات کا بہت سا حصہ جاگتے گذرتا ہے۔ سردیوں میں مغرب کے بعد عشاء کی نماز تک اور پھر صبح کی نماز کے لئے جو وقت صرف ہوتا ہے۔ وہ کم از کم تین چار گھنٹے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ ان ایام میں ۱۴ گھنٹے کی رات ہوتی ہے۔ اس لئے انسان تیسرا حصہ عبادت کے لئے جاگ لیتا ہے۔ گرمیوں میں ان نمازوں کی تیاری۔ ان کے انتظار اور ان کے پڑھنے میں پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نصف رات جاگنا پڑتا ہے۔ ایک مومن مغرب سے لے کر عشاء تک نماز کے لئے جاگتا ہے۔ ورنہ کھانا کھانے کے بعد سو سکتا ہے۔ اور صبح کی نماز کے لئے اٹھتا ہے۔ اس لئے اس حکم پر عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور جب راتیں زیادہ چھوٹی ہوں۔ تو اس وقت نصف رات سے بھی زیادہ وقت نمازوں کے لئے جاگنا پڑتا ہے ؂

تو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے کہ یہ حکم ایسا ہے۔ جو رات کو تہجد پڑھنے سے ہی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اگر مسلمان فرض نمازیں پڑھیں۔ تو بھی اس حکم کو ادا کر سکتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا ہے۔ کہ عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنی چاہیئے۔ اور صبح کی نماز سویرے۔ اور مسنون اوقات ان نمازوں کے یہی ہیں۔ اس طرح عام حالات میں بھی مومن کے لئے نصف۔ یا انقص منہ۔ یا زد علیہ والی حالت آتی رہتی ہے۔ اور جسے رات کو تہجد پڑھنا ایک گھنٹہ بھی نصیب ہو جائے۔ اسے تو کافی وقت قیام اللیل کے لئے مل جائے گا ؂

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ قرآن کو حکمت کے ساتھ اور کمال عمدگی کے ساتھ پڑھ۔

ترتیل کے معنی اتقان اور حکمت سے کام کرنے کے ہوتے ہیں۔ اس لئے رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کے یہ معنے ہوئے۔ کہ قرآن کو اتقان اور عمدگی وحکمت سے پڑھ۔ گویا ایک معنوں کے لحاظ سے لفظوں کی اصلاح اور درستی کا حکم دیا۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے مضمون کو مدنظر رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اتقان سے پڑھنے میں دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ پڑھنے والا پڑھتے وقت لفظوں کو کھائے نہیں۔ کئی لوگ اس طرح قرآن پڑھتے ہیں۔ کہ بہت سے الفاظ گویا کھاتے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایسی طرز سے پڑھے کہ مضمون سمجھ میں آتا جائے۔ کئی لوگ اس طرح پڑھتے ہیں۔ کہ مضمون سمجھ میں نہیں آتا۔ بسا اوقات ان کے لہجہ میں بڑی نرمی ہوتی ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی ان آیتوں میں جو اس وقت پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اظہار غضب ہوتا ہے۔ گویا ان کے پڑھنے کا لہجہ غلط ہوتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات آیات میں بشارات کا ذکر ہوتا ہے۔ مگر وہ یوں پڑھتے ہیں۔ گویا ان آیات میں عذاب پر عذاب کی خبر دی جا رہی ہے۔ تو اتقان سے پڑھنے کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ قرآن میں جس مقام پر جو مضمون بیان کیا گیا ہو۔ اسی کے مطابق پڑھا جائے۔ دوسرے اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ الفاظ چونکہ مخارج سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو صحیح طور پر ادا کرنے کا خیال رکھا جائے۔ مگر اس طرح نہیں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کا فرمودہ درس قرآن شریف

پس اظہار علی الغیب کے یہ معنی نہیں کہ کسی کو کوئی الہام ہو جائے بلکہ یہ ہیں۔ کہ ان امور کی اطلاع ہو۔ جو دنیا کو چونکا دینے والے اور خدا تعالےٰ کی صفات کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یوں تو کئی ملہم ہوتے ہیں۔ جنھوں نے اپنے الہاموں سے کاپیاں بھری ہوتی ہیں۔ ہر روز جب صبح اُٹھتے ہیں۔ تو بیس بیس تیس تیس الہام لکھ لیتے ہیں۔ مگر ایسے اظہار علی الغیب نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کسی کو اس قسم کے الہام کا دعویٰ ہو کہ تو رسول ہے۔ تجھے عزت دی گئی ہے۔ تو اس میں غیب کیا ہوا۔ غیب میں سب سے بڑی اور ضروری چیز یہ ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی صفات ظاہر ہوں۔ اس کے الہاموں کے ذریعہ معلوم ہو۔ کہ خدا خالق ہے۔ رازق ہے۔ رحیم ہے۔ کریم ہے۔ پس اظہار علی الغیب میں خالی الہام کی تعداد مراد نہیں۔ بلکہ وہ الہام مراد ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی صفات کو ظاہر کریں۔ اور جو دنیا کو چونکا دیں۔ نبیاء کے منہ ہی ایسی خبر کے ہوتے ہیں۔ جو چونکا دینے والی ہو۔ ہو سکتا ہے۔ ایک نبی کے الہاموں کی تعداد ایک ولی کے الہاموں کی تعداد سے بہت کم ہو۔ ولی کے دس ہزار الہام ہوں۔ اور نبی کے ایک ہزار۔ مگر اس ولی کے الہاموں کو امور غیبیہ نہیں کہا جائے گا۔ یہ کثرت الہام ہوگی۔ کیونکہ ولیوں کے الہاموں میں امور غیبیہ بہت کم ہوتے ہیں۔ اور پھر نبیاء کے لحاظ سے تو ہو سکتا ہے۔ کہ ولی کے ایک بھی الہام میں یہ نہ ہو۔ یعنی دنیا کو چونکا دینے والی کوئی خبر نہ ہو ؂

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

فرمایا۔ ہم نبیوں کے ساتھ محافظ اس لئے رکھتے ہیں تاکہ ظاہر کر دیں۔ کہ انہوں نے لوگوں کو اپنے رب کی باتیں پہنچا دیں یا یقین کر لیں کہ انھوں نے کلام کو لوگوں تک پہنچا دیا ؂

یہاں مفسرین کو ایک بڑی غلطی لگی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ فرشتے کلام کے ساتھ اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ نبی کو صحیح کلام پہنچ جائے۔ اور شیطان اس میں دخل نہ دے سکے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی چونکہ ایسی خبریں لاتا ہے۔ جو اس وقت کے لوگوں کے ذہنی اور فکری خیالات کے خلاف ہوتی ہیں۔ اس لئے دنیا ان کی مخالفت کرتی ہے۔ اس وجہ سے خدا تعالےٰ ایسے فرشتے مقرر کرتا ہے۔ جو ان لوگوں کی مخالفت کو دور کرتے ہیں۔ اور نبی کی قبولیت لوگوں میں پیدا کرتے ہیں۔ تو فرمایا۔ ہم محافظ اس لئے مقرر کرتے ہیں تاکہ نبی ضرور لوگوں کو ہماری باتیں پہنچا دیں۔ اور مخالفین ان میں روک نہ ڈال سکیں ؂

اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ جب اپنے کسی جرنیل کو بھیجتا ہے۔ تو اس کے ساتھ فوج کر دیتا ہے۔ اور اتنی فوج اس کے ساتھ بھیجتا ہے جس کے متعلق یقین کیا جا سکتا ہے کہ کامیاب ہو جائے گا۔ اسی طرح نبی جب آتا ہے تو اس کے ساتھ بھی اتنے سامان آتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ یقین کر لیتا ہے کہ کامیاب ہو جائے گا ؂

وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ؏

کوئی کہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی روکاوٹیں پیش آجائیں۔ جنہیں نبی دور نہ کر سکے۔ اس لئے فرمایا۔ یہ سب بیہودہ بات ہے۔ خدا تعالےٰ ہر بات جانتا ہے۔ اس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ نبی کو کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ اس لئے ان کے ازالہ کا سامان پہلے دن مرتبہ نبوت پر مقرر کرتے وقت ہی دیدیتا ہے۔ اس کے لئے دوسرے دن کا انتظار نہیں کرتا ؂

سُورۃ المزّمّل رکوع اوّل

(۱۸۔ اپریل ۱۹۲۸ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ

یہ سُورۃ ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔ ایسی ابتدائی سورتوں میں سے نہیں۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان سے قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ بلکہ یہ ان سورتوں میں سے

-- -- -- -- -- -- -- -- --

-- -- -- ہے جو ابتدائی ایام میں نازل ہوئیں۔ اور اسے سُورۃ فلق اور مدّثّر کے نہایت قریب کی سورۃ سمجھا جاتا ہے۔ اسی بناء پر مزّمّل کے معنی ہی اس رنگ میں کئے جاتے ہیں۔ کہ وحی کے شدت خوف اور رعب کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کو سردی محسوس ہوئی۔ اور آپ نے کہا کپڑا اوڑھا دو ؂

میرے نزدیک کپڑا اوڑھانا کوئی ایسی چیز نہیں جسے خصوصیّت سے قرآن کریم میں یاد دلایا جاتا۔ اور خصوصاً جبکہ کپڑا اوڑھے ہونے کی حالت میں یہ وحی نازل نہیں ہوئی ؂

حدیثوں میں آتا ہے۔ غار حرا میں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہوئی۔ اور اس کی شان اور رعب سے آپ پر گھبراہٹ طاری ہوئی۔ تو گھر آئے۔ اور فرمایا مجھے سردی محسوس ہو رہی ہے۔ کپڑا اوڑھا دو۔ اس پر آپ کو کپڑا اوڑھا دیا گیا یہ کلام اس وقت کا نہیں۔ کیونکہ جب آپ ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔ تو آپ نے یہ ذکر نہیں کیا۔ کہ جب مجھے سردی لگی تھی۔ اور کپڑا اوڑھا دیا گیا۔ تو یہ وحی بھی ہوئی۔ اس [illegible] نے ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صرف غار حرا والی وحی کا ذکر کیا۔ اور [illegible] ابھی ہوئی ہو۔ اور اسی حالت میں وحی بھی نازل ہوئی ہو [illegible] نہیں ہے۔ کہ اس کا خدا تعالےٰ کے کلام میں ذکر ہو۔ کو [illegible] ہیئے۔ جس کے آئندہ نتائج نکلنے ہوں۔ جس پر کسی آئندہ [illegible] کپڑا اوڑھنے میں کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی ؂

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا فرمودہ درس قرآن شریف

پس اظہار علی الغیب کے یہ معنی نہیں کہ کسی کو کوئی الہام ہو جائے بلکہ یہ ہیں۔ کہ ان امور کی اطلاع ہو۔ جو دنیا کو چونکا دینے والے اور خدا تعالےٰ کی صفات کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یوں تو کئی ملہم ہوتے ہیں۔ جنھوں نے اپنے الہاموں سے کاپیاں بھری ہوتی ہیں۔ ہر روز جب صبح اٹھتے ہیں۔ تو بیس بیس تیس تیس الہام لکھ لیتے ہیں۔ مگر اسے اظہار علی الغیب نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کسی کو اس قسم کے الہام کا دعویٰ ہو کہ تو رسول ہے۔ تجھے عزت دی گئی ہے۔ تو اس میں غیب کیا ہوا۔ غیب میں سب سے بڑی اور ضروری چیز یہ ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی صفات ظاہر ہوں۔ اس کے الہاموں کے ذریعہ معلوم ہو۔ کہ خدا خالق ہے۔ رازق ہے۔ رحیم ہے۔ کریم ہے۔ پس اظہار علی الغیب میں خالی الہام کی تعداد مراد نہیں۔ بلکہ وہ الہام مراد ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی صفات کو ظاہر کریں۔ اور جو دنیا کو چونکا دیں۔ انبیاء کے معنے ہی ایسی خبر کے ہوتے ہیں۔ جو چونکا دینے والی ہو۔ ہو سکتا ہے۔ ایک نبی کے الہاموں کی تعداد ایک ولی کے الہاموں کی تعداد سے بہت کم ہو۔ ولی کے دس ہزار الہام ہوں۔ اور نبی کے ایک ہزار۔ مگر اس ولی کے الہاموں کو امور غیبیہ نہیں کہا جائے گا۔ یہ کثرت الہام ہو گی۔ کیونکہ ولیوں کے الہاموں میں امور غیبیہ بہت کم ہوتے ہیں۔ اور پھر انباء کے لحاظ سے تو ہو سکتا ہے۔ کہ ولی کے ایک بھی الہام میں یہ نہ ہو۔ یعنی دنیا کو چونکا دینے والی کوئی خبر نہ ہو ❊

لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ

فرمایا۔ ہم نبیوں کے ساتھ محافظ اس لئے رکھتے ہیں۔ تاکہ ظاہر کر دیں۔ کہ انہوں نے لوگوں کو اپنے رب کی باتیں پہنچا دیں یا یقین کر لیں کہ انھوں نے کلام کو لوگوں تک پہنچا دیا ❊

یہاں مفسرین کو ایک بڑی غلطی لگی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ فرشتے کلام کے ساتھ اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ نبی کو صحیح کلام پہنچ جائے۔ اور شیطان اس میں دخل نہ دے سکے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی چونکہ ایسی خبریں لاتا ہے۔ جو اس وقت کے لوگوں کے ذہنی اور فکری خیالات کے خلاف ہوتی ہیں۔ اس لئے دنیا ان کی مخالفت کرتی ہے۔ اس وجہ سے خدا تعالےٰ ایسے فرشتے مقرر کرتا ہے۔ جو ان لوگوں کی مخالفت کو دور کرتے ہیں۔ اور نبی کی قبولیت لوگوں میں پیدا کرتے ہیں۔ تو فرمایا۔ ہم محافظ اس لئے مقرر کرتے ہیں۔ تاکہ نبی ضرور لوگوں کو ہماری باتیں پہنچا دیں۔ اور مخالفین ان میں روک نہ ڈال سکیں ❊

اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ جب اپنے کسی جرنیل کو بھیجتا ہے۔ تو اس کے ساتھ فوج کر دیتا ہے۔ اور اتنی فوج اس کے ساتھ بھیجتا ہے جس کے متعلق یقین کیا جا سکتا ہے کہ کامیاب ہو جائے گا۔ اسی طرح نبی جب آتا ہے تو اس کے ساتھ بھی اتنے سامان آتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ یقین کر لیتا ہے کہ کامیاب ہو جائے گا ❊

وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

کوئی کہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی روکاوٹیں پیش آ جائیں۔ جنہیں نبی دور نہ کر سکے۔ اس لئے فرمایا۔ یہ بیہودہ بات ہے۔ خدا تو ہر بات جانتا ہے۔ اس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ نبی کو کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ اس لئے ان کے ازالہ کا سامان پہلے دن مرتبہ نبوت پر مقرر کرتے وقت ہی دیدیتا ہے۔ اس کے لئے دوسرے دن کا انتظار نہیں کرتا ❊

سُورۃ المزّمّل رکوع اوّل

(۱۸۔ اپریل ۱۹۲۸ء)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝

یہ سُورۃ ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔ ایسی ابتدائی سورتوں میں سے نہیں۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان سے قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ بلکہ یہ ان سورتوں میں سے

-- -- -- -- -- -- -- -- -- -- --

-- -- -- -- ہے۔ جو ابتدائی ایام میں نازل ہوئیں۔ اور اسے سُورۃ فلق اور مدّثر کے نہایت قریب کی سورۃ سمجھا جاتا ہے۔ اسی بناء پر مزّمل کے معنی ہی اس رنگ میں کئے جاتے ہیں۔ کہ وحی کے شدت خوف اور رعب کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کو سردی محسوس ہوئی۔ اور آپ نے کہا کپڑا اوڑھا دو ❊

میرے نزدیک کپڑا اوڑھانا کوئی ایسی چیز نہیں جسے خصوصیّت سے قرآن کس یہ میں یاد دلایا جاتا۔ اور خصوصاً جبکہ کپڑا اوڑھے ہونے کی حالت میں یہ وحی نازل نہیں ہوئی ❊

حدیثوں میں آتا ہے۔ غار حرا میں جب رسول [illegible] صلے اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہوئی۔ اور اس کی شان اور رعب سے [illegible] طاری ہوئی۔ تو گھر آئے۔ اور فرمایا مجھے سردی محسوس ہو رہی [illegible] آپ کو کپڑا اوڑھا دیا گیا یہ کلام اس وقت کا نہیں [illegible] کے پاس گئے۔ تو آپ نے یہ ذکر نہیں [illegible] دیا گیا۔ تو یہ وحی بھی ہوئی۔ اس [illegible] والی وحی کا ذکر کیا۔ اور [illegible] بھی نازل ہوئی ہو [illegible] میں ذکر ہو۔ کو [illegible] آئندہ [illegible]

چونکہ حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ زملونی زملونی مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ کپڑا اوڑھا دو۔ اس لئے مزّمل کے معنی کرتے ہوئے لوگوں کا ذہن اس حدیث کی طرف گیا ہے۔ مگر جب ہم عربی لغت دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان تین حروف ز۔ م۔ ل میں جمع کرنے یا اٹھانے کے معنے پائے جاتے ہیں اور کپڑے سے انہیں تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ قبیلہ کو زملہ کہتے ہیں اور زمل القوم بھی مستعمل ہوتا ہے۔ تو ان الفاظ میں اٹھانے۔ لینے۔ کسی کے پیچھے چل پڑنے اور کسی چیز کو جمع کر لینے کے معنے پائے جاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ان کا کوئی ایسا مادہ نہیں جس میں کپڑا اوڑھنے کا مفہوم پایا جاتا ہو۔ کپڑا اوڑھنے کے معنی اتحاد اور اشتراک کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ کپڑا جسم کے ساتھ لپیٹا جاتا ہے۔ مگر دراصل مزّمل کے معنی ہیں جس نے کچھ اکٹھا کرنا اور جمع کرنا ہو۔ اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اے وہ شخص جو قوموں کو جمع کرے گا۔ اور گرے ہوؤں کو اٹھائیگا گویا اصل معنی مزّمل کے یہی ہیں۔ کہ اے قوموں کے جمع کرنے والے اور مختلف نسلوں کو اکٹھا کرنے والے ؎

قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ

چنانچہ یہ مضمون بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ آگے طریق بتایا۔ کہ کس طرح یہ نبی قوموں کو جمع کرے گا۔ خدا تعالیٰ کے آگے دعائیں کر کے۔ اس کے حضور گڑگڑا کر۔ اور زاری کر کے ؎

فرمایا:۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ اے وہ شخص جس نے قوموں کو جمع کرنا ہے لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ کھڑا رہ رات کو سوائے تھوڑے عرصہ کے۔ نصف اس کا۔ یا کہ اس سے بھی کچھ کم کر دو یا زیادہ کر دو اور قرآن خوب اچھی طرح پڑھ۔

اِلَّا قَلِیْلًا کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ اِلَّا قَلِیْلًا مِنَ اللَّیْلِ۔ یعنی راتیں عبادت میں گذارا کرو۔ مگر بعض راتیں جبکہ انسان بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی اور مجبوری پیش ہو۔ اس وقت عبادت نہیں کر سکتا۔ اس لئے بعض راتوں کا استثناء کر دیا گیا۔ چونکہ یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہ راتوں کو عبادت کرو۔ اس لئے اگر کوئی استثناء نہ رکھا جاتا۔ تو پھر مشکل پیش آتی۔ اب یہ سہولت رکھ دی۔ کہ ایسی حالتوں میں اگر عبادت نہ کر سکو۔ تو کوئی گناہ نہیں ؎

یا اِلَّا قَلِیْلًا کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ رات کو تھوڑا جاگو۔ آگے اس کی تشریح کر دی۔ کہ نصف رات یا اس سے کم یا زیادہ ؎

حضرت خلیفۃ المسیح اول [illegible] آیت کے متعلق اپنا مذہب بتایا کرتے تھے۔ جو میرے نزدیک بھی صحیح [illegible] تے۔ لوگوں نے اس آیت کے غلط معنی سمجھے ہیں۔ وہ رات کے سو[illegible] صف یا اس سے کم یا زیادہ مراد لیتے ہیں۔ مگر یہ ساری رات [illegible] ج کے غروب ہونے سے شروع ہوتی۔ اور طلوع ہونے پر ختم [illegible] تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ نصف رات جاگو۔ دوسری یہ کہ نصف سے کم جاگو۔ تیسری یہ نصف سے زیادہ جاگو۔ ان تینوں صورتوں پر عمل کرنے والا عبادت کرنے والوں میں شامل ہوگا۔ مگر اس کا جاگنا عبادت کا جاگنا ہو ۔ نہ کہ بدکاری اور بداعمالی کے لئے۔ آپ فرماتے۔ اگر کوئی رات کو نماز کے لئے انتظار کرتا ہے۔ تو بھی قُمِ اللَّیْلَ میں شامل ہے۔ مغرب سے لے کر سورج کے نکلنے تک کے اوقات کو لے لیں۔ تو ان میں رات کا بہت سا حصہ جاگتے گذرتا ہے۔ سردیوں میں مغرب کے بعد عشاء کی نماز تک اور پھر صبح کی نماز کے لئے جو وقت صرف ہوتا ہے۔ وہ کم از کم تین چار گھنٹے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ ان ایام میں ۱۴ گھنٹے کی رات ہوتی ہے۔ اس لئے انسان تیسرا حصہ عبادت کے لئے جاگ لیتا ہے۔ گرمیوں میں ان نمازوں کی تیاری۔ ان کے انتظار اور ان کے پڑھنے میں پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نصف رات جاگنا پڑتا ہے۔ ایک مومن مغرب سے لے کر عشاء تک نماز کے لئے جاگتا ہے۔ ورنہ کھانا کھانے کے بعد سو سکتا ہے۔ اور صبح کی نماز کے لئے اُٹھتا ہے۔ اس لئے اس حکم پر عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور جب راتیں زیادہ چھوٹی ہوں۔ تو اس وقت نصف رات سے بھی زیادہ وقت نمازوں کے لئے جاگنا پڑتا ہے ؎

تو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے کہ یہ حکم ایسا ہے۔ جو رات کو تہجد پڑھنے سے ہی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اگر مسلمان فرض نمازیں پڑھیں۔ تو بھی اس حکم کو ادا کر سکتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنی چاہیئے۔ اور صبح کی نماز سویرے۔ اور مسنون اوقات ان نمازوں کے یہی ہیں۔ اس طرح عام حالات میں بھی مومن کے لئے نصفہ یا انقص منہ یا زد علیہ والی حالت آتی رہتی ہے۔ اور جسے رات کو تہجد پڑھنا ایک گھنٹہ بھی نصیب ہو جائے۔ اسے تو کافی وقت قیام اللیل کے لئے مل جاتا ہے ؎

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ قرآن کو حکمت کے ساتھ اور کمال عمدگی کے ساتھ پڑھ۔

ترتیل کے معنی اتقان اور حکمت سے کام کرنے کے ہوتے ہیں۔ اس لئے رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کے یہ معنے ہوئے۔ کہ قرآن کو اتقان اور عمدگی و حکمت سے پڑھ۔ گویا ایک معنوں کے لحاظ سے لفظوں کی اصلاح اور درستی کا حکم دیا۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے مضمون کو مدنظر رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اتقان سے پڑھنے میں دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ پڑھنے والا پڑھتے وقت لفظوں کو کھائے نہیں۔ کئی لوگ اس طرح قرآن پڑھتے ہیں۔ کہ بہت سے الفاظ گویا کھاتے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایسی طرز سے پڑھے کہ مضمون سمجھ میں آتا جائے۔ کئی لوگ اس طرح پڑھتے ہیں۔ کہ مضمون سمجھ میں نہیں آتا۔ بسا اوقات ان کے لہجہ میں بڑی نرمی ہوتی ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی ان آیتوں میں جو اس وقت پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اظہار غضب ہوتا ہے۔ گویا ان کے پڑھنے کا لہجہ غلط ہوتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات آیات میں بشارات کا ذکر ہوتا ہے۔ مگر وہ یوں پڑھتے ہیں۔ گویا ان آیات میں عذاب پر عذاب کی خبر دی جا رہی ہے۔ تو اتقان سے پڑھنے کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ قرآن میں جس مقام پر جو مضمون بیان کیا گیا ہو۔ اسی کے مطابق پڑھا جائے۔ دوسرے اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ الفاظ جو نکہ مخارج سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو صحیح طور پر ادا کرنے کا خیال رکھا جائے۔ مگر اس طرح نہیں

جس طرح لوگوں نے بے جا طریق سے اس پر زور دیا اور تشدد کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک شخص لکھنؤ کا یہاں آیا۔ اس سے باتیں کرتے ہوئے آپ نے قرآن کا لفظ استعمال کیا۔ جسے سن کر وہ کہنے لگا۔ اچھے مسیح موعود بنے ہوئے ہیں۔ قرآن کا لفظ ادا کرنا بھی نہیں آتا۔ تو اس طرح بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جتنی کوشش الفاظ کو صحیح لہجہ میں ادا کرنے کے لئے کوئی کر سکتا ہے۔ وہ بھی نہ کرے۔ اپنی قوم اور ملک کے لحاظ سے جس قدر صحیح طور پر ادا کر سکتا ہو۔ ادا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے۔ اس زمانہ میں مولویوں میں بڑی بحث یہ ہوتی ہے۔ کہ الفاظ کو اس طرح ادا کیا جائے۔ اس طرح ادا نہ کیا جائے میں نے کسی جگہ ایک لطیفہ پڑھا۔ جو یہ ہے۔ کہ ایک مولوی صاحب کی بیوی بیمار ہو گئی۔ انھوں نے طبیب سے ذکر کرتے ہوئے کہا۔ اسے فلاں مرض لاحق ہو گیا ہے طبیب کہنے لگا۔ آپ مرض کیوں کہتے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے۔ اسے مرد لاحق ہو گیا ہے۔ مجھ پر تو اسی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگا چکے ہو۔ اور اب خود ض کی جگہ د نہیں بولتے ⁘

تو قرأت کے متعلق اس قسم کے جھگڑے جو مولویوں میں چلے آتے ہیں۔ یہ فضول ہیں۔ مگر کوشش کرنی چاہیئے کہ قرأت جتنی صحیح ہو سکے۔ اتنی کی جائے ⁘

پھر تَرْتِیْلًا میں حکمت بھی شامل ہے۔ حکمت کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ کئی لوگ ہیں۔ جو اس بات کو مد نظر نہیں رکھتے۔ ان کو میں نے بھی روکا ہے۔ مگر وہ اپنے اندر ہی جذب ہوتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں جب لوگ محنت مزدوری کر کے تھکے ماندے آتے ہیں۔ تو کپڑے اتار دیتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے۔ کہ اس وقت واعظ نے کوٹھے پر کھڑے ہو کر وعظ شروع کر دیا۔ پہلے پہل تو گرمی کے موسم میں مرد عورت اندر ہو جاتے اور انتظار کرتے۔ کہ کب واعظ صاحب مکان سے اتریں۔ اور وہ باہر آئیں۔ مگر کب تک اس طرح کر سکتے۔ پھر وہ سامنے ہی بیٹھے رہتے۔ حتیٰ کہ مجھے یہاں تک بھی معلوم ہوا کہ ایک مرد عورت نے سامنے ہی خاص تعلقات شروع کر دیئے۔ جب مجھے اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو میں نے سختی سے اس طرح وعظ کرنے والوں کو روک دیا۔ یہ حکمت کا پڑھنا نہیں۔ یہ لوگوں کو تکلیف دینا اور انہیں بے پردگی کے لئے مجبور کرنا ہے۔ تو قرآن سناتے وقت یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ لوگوں پر ناگوار بوجھ تو نہیں ڈالا جا رہا۔ پس اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ لفظی لحاظ سے بھی قرآن کی صحت کا خیال رکھا جائے۔ اور معنوی لحاظ سے بھی ⁘

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝

ہم تجھ پر ایسا کلام نازل کرنے والے ہیں۔ کہ وہ ثقیل ہے۔ بڑا بوجھل ہے۔ انسان نہایت گندی یا نامکمل تعلیم ہونے کی وجہ سے یا بالکل نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی جہالتوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ تجھے ایسے انسانوں کی اصلاح کرنی ہے۔ اور ان کو حیوان سے انسان بنانا ہے۔ اس لئے ہم تجھ پر جو کلام نازل کرنیوالے ہیں۔ اس کے متعلق تمہیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر وہ کلام پوری حکمت سے نہ سنایا گیا۔ تو لوگوں کے وسوسے کس طرح دور ہوں گے۔ وہ کلام تو ان کو یونہی برا لگتا ہے۔ اگر وہ سنایا بھی بری طرح گیا۔ تو اس سے کون فائدہ اٹھائے گا۔ پس اسے ایسے طور پر سناؤ۔ کہ اس کے سننے سے لوگوں کے قلوب میں ملال اور نفرت نہ پیدا ہو ⁘

ثقیل۔ اس چیز کو بھی کہتے ہیں۔ جو نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ اس لئے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ یہ ایسا کلام ہے۔ جو کبھی مٹنے والا نہیں۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اس لئے اسے صحیح طور پر پڑھنا چاہیئے۔ یہ نہ ہو۔ کہ پڑھنے کا لہجہ بدلتے بدلتے یہ کلام کچھ اور ہی بن جائے ⁘

پھر قول ثقیل کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ ایسی بات جس کے نتائج نہایت اعلیٰ درجہ کے پیدا ہونے والے ہوں۔ گویا یہ فرمایا۔ کہ یہ کلام مومن کے اعمال کے وزن کے لحاظ سے بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اس پر عمل کرنے سے بڑی اعلیٰ درجہ کی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس فرمایا۔ ہم تمہیں ایسا کلام دینے والے ہیں۔ کہ انسان اس پر عمل کر کے اعلیٰ مدارج حاصل کر لیگا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اسے کثرت سے پڑھا جائے ⁘

بعض لوگ ایک دفعہ ایک بات پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں۔ کہ حل ہو گئی۔ مگر تکرار کے بغیر کوئی بات عمدگی سے حل نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم کو بار بار پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ اس کے نئے نئے معارف اور حقائق سے آگاہی حاصل ہو۔ نبی بھی باوجود الہامی ترقی کے بار بار پڑھنے سے نئے مطالب حاصل کرتا ہے۔ تو ہم کیا چیز ہیں۔ جنہیں بار بار پڑھنے کی ضرورت نہ ہو۔ پس تَرْتِیْلًا میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ بار بار اور تکرار سے پڑھو۔ اس سے مطالب کھلتے ہیں۔ دیکھو سب سے زیادہ تکرار قرآن کریم کی سورۃ فاتحہ کا کیا جاتا ہے۔ اور اسی کے مطالب سب سے زیادہ مسلمانوں پر کھلے ہیں۔ اگر اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ اسے جمع کیا جائے۔ تو سارے قرآن کی تفسیروں سے زیادہ ہوگا۔ حالانکہ بظاہر یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اسے اس کثرت سے جو پڑھا جاتا ہے۔ تو اس کے اور زیادہ مطالب کیا کھلیں گے۔ مگر اسے جتنا زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ اتنے ہی زیادہ نئے نئے مطالب کھلتے ہیں ⁘

تو فرمایا قرآن بار بار پڑھو۔ تاکہ تمہارے دل میں جذب ہو جائے پھر ثَقِیْلًا سے یہ بھی مراد ہے۔ کہ اعمال کے لحاظ سے اس کا بڑا وزن ہے اس لئے بھی بار بار اسے پڑھو ⁘

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ۝

ناشئہ کے معنے (۱) نیند کے بعد اٹھنا ہیں۔ اصل میں اس کے معنے ہیں۔ کل ما حدث فی اللیل۔ رات میں اٹھنے والی چیز۔ مگر رات کو سونے کے بعد اٹھنے کے بھی معنے ہیں (۲) رات کی ابتدائی گھڑیاں۔ رات کی اٹھتی ہوئی گھڑیاں۔ یعنی پہلی (۳) وہ نفس جو رات کو اٹھتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا تہجد گزار بندہ۔ (۴) وہ خواطر اور افکار جو [illegible] کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ طبعی افکار جو پیدا ہوں۔ وہ بھی [illegible] ہام ہوتے ہیں۔ شاعروں کا خاص کلام بھی [illegible] کی اعلے [illegible] رات کی ایسی گھڑیوں کی ہی لکھی ہوتی ہیں۔

[illegible] الَّیْلِ۔ انسان کے لئے اس کے نفس کے کچلنے یا [illegible] لئے نہایت عمدہ ہے ⁘